مُسلسل اِشاعت کے ۵۴ سال

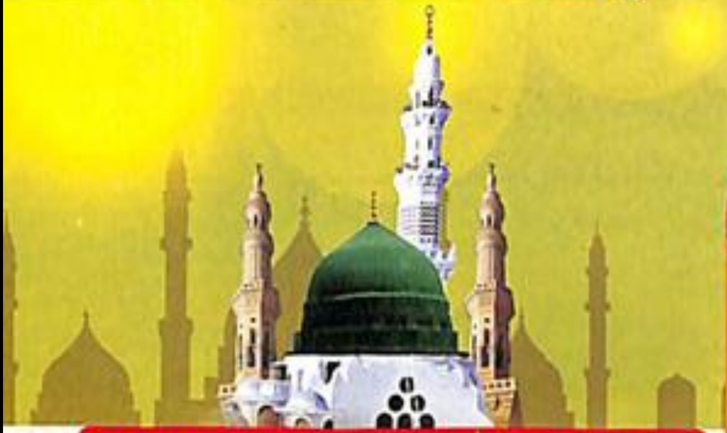

شمارہ: ۳ جلد: ۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۷ جنوری 2016

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

لولاکﷺ

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

ترسیٹھ سالہ حیاتِ نبویﷺ کی ایک جھلک

چونتیسویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں
مولانا فضل الرحمن کا خطاب

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

تحفظِ ختمِ نبوت کے مثالی سپوت
مولانا عبدالغنی شاہجہانپوری

مرزا قادیانی اور مرزا بشیر الدین محمود
کے عقائد میں اختلاف

مدرسہ عربیہ ختم نبوت
چناب نگر جدید عمارت والے حصے میں
بیس ہزار گیلن کی نئی تعمیر کردہ ٹینکی

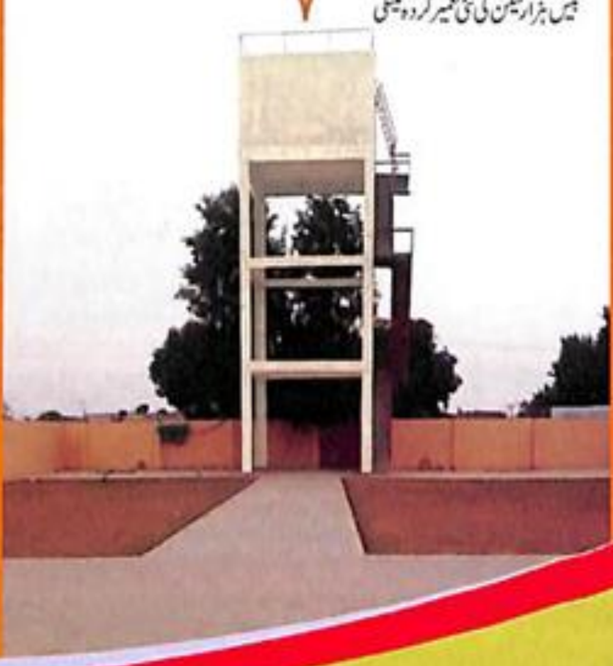

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۳ ○ جلد: ۲۰

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

کلمۃ الیوم

چونتیس ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

تریسٹھ سالہ حیات نبوی ﷺ کی ایک جھلک	مفتی محمد راشد	13
آپ ﷺ کا خلق عظیم	مولانا عبدالنعیم	18
حضرت عمروؓ بن جموح سلمی ...... سید الانصار	حافظ محمد انس	23
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:7)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	26
ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ...... مولانا فضل الرحمن کا خطاب	مولانا عزیز الرحمن ثانی	28

شخصیات

حضرت امام احمد بن حنبلؒ	مولانا محمد وسیم اسلم	35
تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی سپوت، مولانا عبدالغنی شاہجہاں پوریؒ	شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند	39
گھر بنا بلبل کا باغ میں	مولانا اللہ وسایا	41
حضرت حافظ محمد ثاقبؒ کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	46

ردقادیانیت

ایک تحریری علمی مناظرہ (قسط نمبر:4)	حضرت مولانا بلال احمد دہلوی	47
مرزا قادیانی اور مرزا بشیرالدین محمود کے عقائد میں اختلاف	پادری کے.ایل ناصر	49
محاسبہ قادیانیت جلد نمبر۲ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	51

متفرقات

تبصرۂ کتب	ادارہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمتہ الیوم

چونتیس ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

پاکستان پارلیمنٹ نے آئینی طور پر جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تب قادیانی مرکز چناب نگر کو بھی کھلا شہر قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلے بلدیہ ٹاؤن پھر مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن اور پھر مسلم کالونی میں اپنے کام کو منظم کیا۔ اب تو اللہ رب العزت کا فضل ہے مجلس کا یہ کام ''اصلها ثابت وفرعها فی السماء'' کا مصداق بن رہا ہے:

۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مسلم کالونی میں جامع مسجد ومدرسہ عربیہ ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔

۲...... اب وہاں پر حفظ وناظرہ کی چھ کلاسیں، گردان کی کلاس۔

۳...... بنات کے لئے حفظ وناظرہ کی دو کلاسیں۔

۴...... بنین کے لئے درجہ کتب اعدادیہ سے مشکوٰۃ شریف تک بڑی کامیابی سے محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چل رہے ہیں۔

۵...... تخصص کی کلاس اس کے علاوہ ہے۔ جس میں دو درجن فاضل علماء کرام ایک سالہ تخصص کر رہے ہیں۔

۶...... یوں حفظ وناظرہ، بنین وبنات درجہ کتب ودرجہ تخصص کے مجموعی طور پر پانچ صد طلباء وطالبات یہاں پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن کے تمام تر مصارف عالمی مجلس کا مرکزی بیت المال ادا کرتا ہے۔

۷...... ہر سال دینی مدارس کی سالانہ رخصتوں کے موقع پر یہاں پچیس روزہ ''سالانہ ختم نبوت ریفریشر کورس'' منعقد ہوتا ہے اور اس وقت تک بلا مبالغہ ہزاروں ہزار علماء کرام فیضیاب ہوکر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

۸...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہاں پر ایک وسیع وعریض لائبریری قائم کی ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ کتب موجود ہیں۔ اس سے عوام وخواص جہاں مستفید ہوتے ہیں وہاں کالجز ویونیورسٹیز کے سٹوڈنٹس اپنے ایم.فل یا پی.ایچ.ڈی کے مقالاجات کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ جبکہ درسی کتب کی لائبریری علاوہ ازیں ہے۔

۹...... اسی طرح اپنے اس مرکز میں ایف.اے تک کی عصری تعلیم کے لئے بھی باضابطہ نظام قائم ہے اور یوں ہر سال مڈل، میٹرک، ایف اے کے امتحانات حکومتی تعلیمی بورڈ کے تحت دلوائے جاتے ہیں۔

۱۰...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہاں قائم مدرسہ کا باقاعدہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ الحاق ہے اور اس کے تمام طلباء کا وفاق کے تحت امتحان دلایا جاتا ہے۔

۱۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مدرسہ میں نئے تعلیمی سال شوال ۱۴۳۷ھ سے انشاء العزیز دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا جارہا ہے۔

۱۲...... یہاں مدرسہ کی جدید بلڈنگ میں ہی عالمی مجلس نے ڈسپنسری قائم کی ہے۔ یومیہ کوالیفائیڈ ڈاکٹر صاحب، کمپوڈر ڈیوٹی دیتے ہیں اور یوں علاقہ بھر کے عوام کو فری علاج ومعالجہ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

۱۳...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس مرکز مکتبہ بھی قائم کر رکھا جس میں مجلس کی تمام تر مطبوعات ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔

۱۴...... یہاں پر ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ امسال چونتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے ۲۹،۳۰؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات جمعہ کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ کانفرنس کے انتظامات، فیصل آباد، سرگودھا، لاہور ڈویژنوں میں کانفرنس کی تشہیر ودعوت، اشتہارات، اسٹیکرز، ہینڈ بل، پینافلیکس، بینرز کی تنصیب وتقسیم کے لئے میٹنگیں ہوئیں۔ ۱۵؍اکتوبر کو دو درجن مبلغین حضرات نے شرکت فرمائی اور نئے عزم وولولہ سے اپنے مفوضہ تبلیغی پروگرام کی تکمیل کے لئے ۱۵ سے ۲۵؍اکتوبر کا گیارہ روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ ان تین ڈویژنوں کے شہروں وقصبات میں ختم نبوت کی صدا بلند ہوئی۔ لوگوں نے نئے جذبہ سے کانفرنس میں شرکت کے لئے وعدے وارادے فرمائے۔ قافلوں اور وفود کی تیاری کے لئے بھرپور جدوجہد ہوئی۔ فلحمدللہ!

۱...... چناب نگر سے لے کر لاہور روڈ پنڈی بھٹیاں موٹروے تک۔ ۲...... چناب نگر سے فیصل آباد روڈ پر موٹروے تک۔ ۳...... چناب نگر سے احمد نگر روڈ، سیال انٹرچینج موٹروے تک۔ ۴...... چناب نگر سے سرگودھا روڈ، سرگودھا تک۔ ۵...... چناب نگر سے جھنگ روڈ، ہست کھیوہ تک۔ ۶...... چناب نگر سے چنڈ بھروانہ تک۔ گویا شش جہت تک روڈوں پر مدرسہ ختم نبوت کے اساتذہ وطلباء نے چنیوٹ، لالیاں، احمد نگر، بھوانہ، پنڈی بھٹیاں، اندرون شہروں سمیت تمام حلقہ میں اشتہارات اور مساجد میں عالیشان خوبصورت فلیکس لگائے۔ 50X50، 30X50، 30X20 کے ایڈورٹائزنگ بورڈوں پر چنیوٹ میں تین فلیکس بورڈ لگوائے گئے۔ چنیوٹ سے لالیاں تک سرگودھا روڈ پر تمام پولوں پر بینرز لٹکائے گئے۔ ۱۶ اور ۲۳؍اکتوبر کے دونوں خطبات جمعہ کے لئے علاقہ بھر کی ایک سو سے زائد مساجد میں خطبات جمعہ ہوئے۔ یوں کانفرنس سے قبل پورے علاقہ کو سراپا جلسہ گاہ بنادیا گیا۔ فلحمدللہ تعالیٰ!

ختم نبوت علماء کنونشن

ختم نبوت کانفرنس سے ایک روز قبل یعنی ۲۸؍اکتوبر سرگودھا شہر وضلع کے علماء کرام مدرسین عظام اور خطباء گرامی کا ایک کنونشن سرگودھا مسجد ابوحنیفہ واٹرسپلائی میں منعقد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امراء حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، کراچی سے مولانا قاضی احسان احمد، لاہور سے حضرت مولانا مفتی محمد حسن تشریف لائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اگلے دن پورے ضلع وشہر سے قافلے کانفرنس کے لئے رواں دواں ہوئے۔

پنڈال کی تیاری

۲۶/اکتوبر کو کانفرنس کے پنڈال میں سائبان لگا دیئے گئے۔ ۲۷/اکتوبر کو طعام گاہ میں سائبان اور خیمے نصب ہوئے۔ اس دن ہی شام تک وسیع وعریض دکانوں، سٹالوں کا بازار تاحد نگاہ لگ گیا۔ ۲۸/اکتوبر کو صبح حضرت مولانا ابوبکر اپنے جامعہ طیبہ کے طلباء اور پوری ٹیم سمیت تشریف لائے اور عام کھانے کی تقسیم کے عمل کے انتظامات میں لگ گئے۔ آج ہی جھنگ سے کھانا پکانے کی پوری ٹیم آن موجود ہوئی۔ آج دوپہر کو ٹنڈو آدم سے بھاری بھرکم قافلہ پہنچ گیا۔ شام تک مانسہرہ کے دوستوں کے چلنے کی اطلاع ملی۔ شام تک تمام تک رفقاء نے اپنے اپنے طور پر اپنے کام اور مفوضہ امور کو سنبھال لیا۔ سرگودھا سے شام تک حضرت مولانا مفتی محمد حسن تشریف لائے اور رات یہیں قیام فرمایا۔ ۲۸، ۲۹/اکتوبر کی درمیانی رات عشاء کے بعد سب سے پہلا قافلہ مولانا مفتی ظفر اقبال جامعہ السراجیہ چیچہ وطنی سے لے کر تشریف لائے۔ اس کے بعد چارسدہ، قصور، رائے ونڈ، ڈسکہ، بنوں، احمد پور سیال سے رات بھر قافلے آتے رہے۔ پوری رات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اپنے مبلغین رفقاء سمیت آنے والے مہمان قافلوں کا استقبال کرتے رہے۔ صبح نماز کے لئے کانفرنس کے پنڈال سے جامع مسجد میں گئے تو پوری مسجد محراب سے صحن کی آخری صف تک مکمل بھر چکی تھی۔ مزید نمازیوں کے لئے وہ متحمل نہ تھی۔ وہاں اعلان کرایا گیا کہ دوسری جماعت پنڈال میں ہوگی۔ اب وضو کر کے نمازیوں نے کانفرنس کے پنڈال میں آنا شروع کیا۔ مسجد میں جو نمازی نہ سما سکے وہ یہاں پنڈال میں آ گئے۔ یہاں دوسری نماز ہوئی۔ اچانک انتظام کرنا پڑا۔ ابھی پنڈال کا سپیکر چالو کرنے کا نہ سوچا تھا۔ اچانک اس صورت کو یوں سنبھالا گیا کہ ایک جہیر الصوت مہمان قاری صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مکمل چار صفیں بھر گئیں۔ رہائشی درجنوں کمروں میں جو جماعتیں ہوئی وہ علاوہ ازیں ہیں۔

کانفرنس کا آغاز

کانفرنس کے آغاز سے معمول ہے۔ پہلے دن فجر کے بعد کانفرنس کا آغاز جامع مسجد ختم نبوت میں درس قرآن مجید سے ہوتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ کئی سالوں سے یہ درس جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ کے استاذ الحدیث اور عالمی مجلس لاہور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد حسن ارشاد فرماتے ہیں: چنانچہ حسب سابق امسال بھی آپ کے درس قرآن مجید سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ کانفرنس کے بعد تمام بیرونی مہمانوں کو ناشتہ کرایا گیا اور اس کے بعد مہمانوں کو آرام کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ دس بجے تک مہمانوں نے آرام کیا۔

کانفرنس کا پہلا اجلاس

۲۹/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات صبح دس بجے کانفرنس کا پہلا اجلاس کانفرنس کے پنڈال میں منعقد ہوا۔

صدارت: مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ۔

تلاوت: حافظ قاری محمد مہتاب، متعلم مدرسہ عربیہ ختم نبوت۔

نعت: عمار حسن (متعلم مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، احمد حسن (متعلم جامعہ اشرفیہ لاہور)، صاحبزادہ حسان شاہدرا پوری (گوجرانوالہ)، فیصل بلال۔

افتتاحی خطاب: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

خطاب: مولانا عبدالحکیم نعمانی (مبلغ ساہیوال و پاکپتن)، حافظ عبدالوہاب (مبلغ حافظ آباد)، مولانا ضیاء الدین آزاد (ماموں کانجن)، مولانا غلام حسین (جھنگ)، مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)، مولانا مختار احمد (مبلغ تھر پارکر سندھ)، مولانا عتیق احمد (درجہ تخصص مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، مولانا صغیر احمد (درجہ تخصص مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، مولانا محمد یونس (درجہ تخصص مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، مولانا خان محمد (درجہ تخصص مدرسہ عربیہ ختم نبوت)۔

نعت: حضرت حافظ محمد شریف منچن آبادی۔

دعا: حضرت مولانا مفتی محمد حسن (لاہور)۔

سٹیج سیکرٹری: مولانا محمد علی صدیقی۔ (وقفہ برائے طعام ونماز)

دوسری نشست

۲۹/اکتوبر بروز جمعرات بعد از ظہر چونتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دوسری نشست۔

زیر صدارت: حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

مہمان خصوصی: شیخ الحدیث امام یوسف نقشبندی، حضرت مولانا محمد سلیم (مدرسہ حسینیہ شہداد پور)، شیخ الحدیث مولانا حمید اللہ (بنوں)، حضرت مولانا مفتی محمد عرفان (ٹنڈو الہ یار)، حضرت مولانا قاری محمد انیس (امیر عالمی مجلس نواب شاہ)، حضرت قاری محمد احمد (ناظم عالمی مجلس نواب شاہ)۔

تلاوت: قاری عبدالرشید، جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور۔

نعت: قاری محمد مہتاب (چناب نگر)، محمد اسامہ اجمل (لاہور)، قاری فضل امین (نوشہرہ)۔

خطاب: مولانا عبدالرشید (مبلغ فیصل آباد)، سید نور الحسن (امیر جماعت اسلامی چنیوٹ)، مولانا ریحان محمود (قصور)، مولانا قاری جمیل احمد بندھانی (خطیب جامع مسجد و جامعہ اشرفیہ سکھر)، مولانا محمد فواد (تخصص چناب نگر)، مولانا محمد سلیمان (تخصص چناب نگر)، حضرت مولانا صاحبزادہ اشرف علی (مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی)، مولانا صاحبزادہ محمود الحسن نقشبندی (چکوال)، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم (خان پور)۔

تیسری نشست

۲۹/اکتوبر بروز جمعرات بعد از عصر تیسری نشست منعقد ہوئی۔

خطاب: خطیب اسلام مولانا محمد امجد خان (ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)، مولانا اللہ وسایا۔

چوتھی نشست

۲۹/اکتوبر بروز جمعرات بعد از مغرب۔

خطاب: مولانا عبدالرؤف چشتی (اوکاڑہ)۔
مجلس ذکر: مولانا غلام رسول دین پوری۔

پانچویں نشست

۲۹؍اکتوبر بروز جمعرات بعداز عشاء۔

صدارت خطبہ: حضرت امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ (کراچی)۔
بعدہ صدارت: حضرت مولانا عبدالغفور صاحب (ٹیکسلا)۔
تلاوت: قاری مسعود خان ربانی (فاروق آباد)، قاری محمد عثمان مالکی (ساہیوال)۔
نعت: جناب طارق حفیظ (ساہیوال)، سید احمد حسن (لاہور)، عبدالباسط احسان (اسلام آباد)، جناب مولانا محمد قاسم گجر (لاہور)، فیصل بلال (گوجرانوالہ)، جناب طاہر بلال چشتی (جھنگ)، حافظ محمد شریف (منچن آباد)، جناب امین برادران (سرگودھا)، جناب سید سلمان گیلانی (لاہور)۔
خطاب: مولانا عبدالواحد قریشی (ڈیرہ اسماعیل خان)، حضرت قاری علیم الدین شاکر (لاہور)، مولانا محمد رضوان عزیز (مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر)، حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ (اکوڑہ خٹک)، حضرت مولانا میاں ڈاکٹر محمد اجمل قادری شیرانوالہ (لاہور)، حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی (ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)، حضرت مولانا محمد یوسف خان (استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)، حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (ساہیوال)، حضرت مولانا محمد مظہر شاہ (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)، حضرت مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر (جمعیۃ علماء پاکستان)، حضرت مولانا احمد علی قصوری (خطیب اعظم لاہور)، حضرت مولانا نور محمد ہزاروی (امیر مجلس سرگودھا)، علامہ سیف اللہ قادری (گوجرانوالہ)، ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (سرگودھا)۔ آج رات گئے باب العلوم کہروڑپکا کا قافلہ بھی شریک کانفرنس ہوا۔
نعت: مولانا مفتی شاہد عمران عارفی (ساہیوال)۔
خطاب: حضرت مولانا زبیر احمد ظہیر (لاہور)۔
دعا: حضرت مولانا احمد عابد مدنی (استاذ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان)۔
مہمان خصوصی: مولانا حماد قاسمی (سیالکوٹ)، صاحبزادہ مبشر محمود (فیصل آباد)، مولانا عبدالشکور حقانی (لاہور)۔
سٹیج سیکرٹری: مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (ملتان)، مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)۔

درس قرآن مجید

۳۰؍اکتوبر بروز جمعہ بعداز فجر، مولانا منیر احمد شیخ الحدیث صاحب باب العلوم کہروڑپکا۔

چھٹی نشست

۳۰/اکتوبر بروز جمعہ صبح دس بجے:

صدارت: حضرت حافظ ناصر الدین صاحب خاکوانی (ملتان)۔

مہمان خصوصی: صاحبزادہ خلیل احمد (خانقاہ سراجیہ)، حضرت سید جاوید حسین شاہ (فیصل آباد)، حضرت مولانا عبدالغفور (ٹیکسلا)، حضرت قاری محمد یاسین (فیصل آباد)، حضرت مولانا محمد عابد مدنی (ملتان)۔

تلاوت: قاری مسعود الرحمٰن ربانی (فاروق آباد)۔

نعت: طارق حفیظ جالندھری (ساہیوال)۔

خطاب: مولانا تجمل حسین (مبلغ نواب شاہ)، مولانا عادل خورشید (درجہ تخصص)، گل اسلام حقانی (درجہ تخصص)، مولانا حبیب اللہ حسن (درجہ تخصص)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (مبلغ رحیم یارخان)، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی (ناظم وفاق المدارس پاکستان)۔

نوٹ نمبر۱: اس کے بعد ۱۴۳۶ھ وفاق المدارس سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے جن ۱۸ طلباء نے امتحان پاس کیا۔ مہمانان خصوصی نے ان کی دستار بندی کرائی۔ (ان کی فہرست آگے آئے گی)

نوٹ نمبر۲: ۱۴۳۵ھ، ۱۴۳۶ھ سال اوّل کے جن ۱۳ علماء کرام نے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر سے درجہ تخصص میں کامیابی حاصل کی ان کی مہمانان خصوصی نے دستار بندی کرائی۔ ان کی فہرست آگے درج ہے۔

خطاب: قبل از جمعہ آخری خطاب اور خطبہ جمعہ، امامت جمعہ اور دعا بعد از صلوٰۃ الجمعہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم عمومی وفاق المدارس العربیہ پاکستان)۔

ساتویں نشست (آخری)

۳۰/اکتوبر بروز جمعہ بعد از جمعہ سے شروع ہو کر عصر پر ختم ہوئی۔

صدارت: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

مہمان خصوصی: حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی (ملتان)، حضرت مولانا مفتی محمد حسن (لاہور)، حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (خانقاہ سراجیہ)۔

تلاوت: قاری احسان اللہ فاروقی نقشبندی (لاہور)۔

قراردادیں: حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

خطاب: قاری انوار الحق حقانی (کوئٹہ)، مولانا مفتی عظمت اللہ (امیر عالمی مجلس بنوں)، حضرت قاری اکرام الحق (امیر عالمی مجلس مردان)۔

آمد: قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم۔

خیر مقدم و استقبالیہ منجانب صدر اجلاس، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد۔

نعت: سید سلمان گیلانی۔

سٹیج سیکرٹری: مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)۔

اختتامی خطاب و دعائے اختتام قائد جمعیۃ، امام انقلاب اسلامی، امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا۔ یوں جمعرات دس بجے سے یہ کانفرنس شروع ہو کر جمعہ عصر کی نماز پر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

جمعہ کی دو نمازیں ہوئیں۔ پہلی نماز جمعہ پنڈال میں ادا کی گئی جو حضرات بچ گئے انہوں نے جامع مسجد میں نماز ادا کی۔ اس دوسری جماعت میں بھی مسجد و مدرسہ کا پورا گراؤنڈ مین گیٹ تک بھر گیا تھا۔ حق تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ہے۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے ۱۸ طلباء نے ۱۴۳۶ھ میں وفاق المدارس سے حفظ قرآن کا امتحان پاس کیا۔ ان کی کانفرنس پر جمعہ سے پہلے دستار بندی ہوئی ان کی فہرست یہ ہے:

نمبر	نام طالب علم	ولدیت	ضلع	نمبر	نام طالب علم	ولدیت	ضلع
۱	حافظ محمد اقبال	محمد ریاض	چنیوٹ	۱۰	حافظ محمد نعیم نواز	محمد نواز	چنیوٹ
۲	حافظ عزیز الرحمٰن	قاری عبید الرحمٰن	بہاول نگر	۱۱	حافظ خان بادشاہ	تازہ گل	وزیرستان
۳	حافظ محمد شاہ نواز	بشیر احمد	مظفر گڑھ	۱۲	حافظ محمد ادریس	حافظ اللہ یار	چنیوٹ
۴	حافظ نعمان علی	نذیر احمد	چنیوٹ	۱۳	حافظ محمد سراج	گل امر خان	وزیرستان
۵	حافظ محمد شہباز	مختار احمد	چنیوٹ	۱۴	حافظ محمد احمد	محمد اظہر	لودھراں
۶	حافظ ثقلین مشتاق	حاجی فلک شیر	چنیوٹ	۱۵	حافظ محمد ندیم	برخوردار	چنیوٹ
۷	حافظ محمد ضیاء الحق	حاجی ممتاز حسین	چنیوٹ	۱۶	حافظ محمد بلال	اللہ دتہ	چنیوٹ
۸	حافظ محمد مزمل	عمر حیات	چنیوٹ	۱۷	حافظ محمد عمران	محمد رمضان	خانیوال
۹	حافظ محمد ثمر حیات	سلطان	چنیوٹ	۱۸	حافظ عامر شہزاد	محمد علی	چنیوٹ

تخصص سال اوّل کے ۱۳ علماء کرام نے (۱۴۳۵ھ شوال تا رجب ۱۴۳۶ھ میں) درجہ تخصص سے فراغت حاصل کی۔ کانفرنس پر جمعہ سے قبل ان کی دستار بندی کی گئی ان کی فہرست یہ ہے:

سند نمبر	داخلہ نمبر	اسماء طلباء کرام	سکنہ
05251	1	محمد امجد بن محمد اکبر	ساہیوال
05252	2	عبدالرؤف بن محمد حنیف	گھوٹکی
05253	3	محمد نعیم بن عبدالمجید	کہروڑ پکا
05254	4	محمد بلال رشید بن عبدالرشید	بالاکوٹ
05255	5	محمد شفیع شیر بن شیر زمان	بالاکوٹ
05256	6	محمد راحیل بن منظور احمد	چنیوٹ
05257	7	محمد عمران حنفی بن محمد اسماعیل	بہاول پور

05258	8	عبدالوحید بن محمد نواز	لاڑکانہ
05259	9	احسان الحق بن خان عابد حسین	چناب نگر
05260	10	محمد یوسف بن بشیر احمد	جلال پور
05261	11	محمد اویس بن نذیر حسین	بالاکوٹ
05262	12	عبدالرحمٰن بن محمد فاروق	رحیم یار خان
05263	13	محمد ریاس احمد بن عبدالمناف	سری لنکا

انعقاد مقابلہ مضمون نویسی ...... عنوان سیرت النبیؐ

منتظمین کانفرنس کو ذیل کی درخواست موصول ہوئی:

بخدمت جناب منتظمین تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مودبانہ گذارش ہے کہ عالمی کمیٹی برائے انعقاد مقابلہ مضمون نویسی نے اپنا پہلا مقابلہ سیرت النبیؐ پر منعقد کیا جس میں الحمدللہ! تقریباً ۳۵۰۰/افراد نے حصہ لیا۔ جن میں سے قواعد وضوابط پر پورا اترنے والے ۳۹۶ مضامین کو مقابلہ میں شریک کیا گیا۔ ان مضامین کو ججز کے مختلف پینلو (جو کہ مفتیان کرام، کالم نگار اور پروفیسرز صاحبان پر مشتمل تھا) نے چیک کیا اور ۷۰ بہترین مضامین کو اگلے مرحلے کے لئے منتخب کیا گیا۔ جہاں پر مختلف اخبارات اور رسائل کے مدیران حضرات نے انہیں چیک کیا۔ ان میں سے ۲۳ نمایاں مضامین کو فائنل مرحلے کے لئے منتخب کیا گیا۔ جہاں انہیں ۳ مفتیان اور ایک کالم نگار پر مشتمل ججز کے پینل نے انہیں چیک کیا اور نمبر جاری کئے۔ ان میں سے پہلے دس پوزیشن ہولڈرز کو کمیٹی کی جانب سے انعامات کے لئے منتخب کیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی پوزیشن: عمرہ کی ٹکٹ اور سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر کتابوں کا سیٹ۔

دوسری پوزیشن: دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے اور کتابوں کا سیٹ۔

تیسری پوزیشن: پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے اور کتابوں کا سیٹ۔

چوتھی پوزیشن سے لے کر دسویں پوزیشن تک صرف کتابیں دی جائیں گی۔

اس مقابلے میں حصہ لینے والی کم ترین عمر (۱۲ سالہ) بچی کو انعام اعزازی طور پر کتابوں کی شکل میں دیا جائے گا۔ اور ہماری خواہش ہے کہ یہ انعامات ختم نبوت کے اسٹیج پر بزرگان دین اپنے مبارک ہاتھوں سے تقسیم فرمائیں۔ مہربانی فرما کر ہمیں شفقت فرماتے ہوئے کانفرنس میں انعامات کی تقسیم کی اجازت عنایت فرمائیں۔

جزاک اللہ خیرا! والسلام

محمد تیمیہ اشرفی، طالب علم جامعہ دارالقرآن مسلم ٹاؤن فیصل آباد
امیر کمیٹی برائے انعقاد مقابلہ مضمون نویسی

حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے ان امتحان پاس کرنے اور انعام حاصل کرنے والوں کو ۳۴ویں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر بلایا۔مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی،مولانا قاضی عبدالرشید(راولپنڈی)،مولانا ظہور احمد علوی نے ان کو انعامات دیئے۔انعام یافتگان کی فہرست یہ ہے:

نمبرشمار	نام	شہر	زبان	مضمون
1	گل طارق	کراچی	اردو	317
2	سجاد احمد	اسلام آباد	اردو	360
3	اویس قرنی	لودھراں	اردو	128
4	خورشیدہ	کراچی	عربی	229
5	حماد احمد	لاہور	اردو	204
6	حنا نرجس	لاہور	انگلش	226
7	اکرام اللہ	متحدہ عرب امارات	اردو	52
8	امینہ بتول	ملتان	اردو	153
9	راحیل جاڈا	کراچی	اردو	288
10	محمد ادریس	دوحہ قطر	اردو	324

قراردادیں ختم نبوت کانفرنس

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ’’۳۴ ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس‘‘ چناب نگر کا یہ عظیم الشان اجتماع اللہ پاک کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہوئے تمام خطباء ومقررین اور شرکاء کانفرنس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ حضرات کی تشریف آوری سے یہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دستور پاکستان کی روشنی میں اسلامی ومشرقی اقدار کے فروغ کے لئے فحش فلموں،ڈراموں،حیاء سوز اشتہاروں،سائن بورڈوں،جرائد ورسائل،کمرشل وثقافتی امور پر پابندی عائد کی جائے۔کیونکہ متذکرہ امور ہماری نوجوان نسل کی اخلاقی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

☆...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے،اور دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف بھی تحویل میں لیا جائے۔

☆...... قادیانیوں نے چناب نگر میں اپنے سول کورٹ،سیشن کورٹ،ہائی کورٹ،سپریم کورٹ قائم کئے ہوئے ہیں جو سٹیٹ اندر سٹیٹ کے مترادف ہے۔لہٰذا چناب نگر میں سرکاری رٹ کو قائم کرتے ہوئے انہیں ملکی قانون کا پابند کیا جائے۔

☆...... ملک بھر کی عسکری تنظیموں پر پابندی ہے،لیکن قادیانیوں کی تربیت یافتہ مسلح تنظیم خدام الاحمدیہ کو کھلی چھٹی دی جاچکی ہے۔دیگر عسکری تنظیموں کی طرح قادیانیوں کی مسلح تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے اثاثے بحق سرکار ضبط کئے جائیں۔

☆...... کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چناب نگر کے باسیوں کو بلا استثناء مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

☆...... عدلیہ کے فیصلے اور تمام مکاتب فکر کے علماء کے ارشادات کی روشنی میں گوہر شاہی ایک گستاخ رسول تھا۔ اس کو سزا ہوئی اور اس کی جماعت انجمن سرفروشان اسلام اور مہدی فاؤنڈیشن اس کے باطل نظریات کو چلا کر ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ان پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت پاکستان سے ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے متفقہ اور عظیم الشان فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور امتناع قادیانیت ایکٹ اور دیگر پارلیمانی اور عدالتی فیصلوں پر ان کے تقاضوں کے مطابق عمل درآمد کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے حالات وواقعات پر ریلیز ہونے والی فلموں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ دہری شہریت اور گرین کارڈ کے حامل قادیانی افراد کی نقل وحرکت کی کڑی نگرانی کی جائے۔

☆...... کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے، تاکہ عوام الناس کو مسلم اور غیر مسلم کی پہچان میں آسانی ہو۔

☆...... یہ اجتماع ملک بھر کے زلزلہ زدگان سے اظہار ہمدری کرتے ہوئے شہداء کے لئے دعا مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا کہ متاثرین کے لئے امدادی عمل کو خورد برد کے کرپشن سے پاک کیا جائے تاکہ حکومتی امداد اصل مستحقین تک شفاف طریقے سے پہنچے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ممبر سازی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور کے مطابق ہر تین سال کے بعد رکنیت سازی کی تجدید ہوتی ہے۔ چنانچہ تین سال مکمل ہونے کے بعد رکنیت سازی شروع کردی گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور جماعتی رفقاء حسب ضرورت ممبر سازی کی بکیں مرکز سے طلب فرمائیں اور بھرپور طریقہ سے رکنیت سازی کا سلسلہ جاری فرمائیں۔ رکنیت سازی کا سلسلہ شعبان المعظم کے آخر تک جاری رہے گا۔ بعد ازاں مجالس کی تشکیل، تجدید اور مرکزی مجلس عمومی کے اراکین کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ اگر ممبر سازی کے ساتھ ساتھ جماعتوں کی تشکیل کا سلسلہ بھی شروع کردیا جائے تو بہتر رہے گا۔ اس کے لئے مطبوعہ فارم دفتر مرکزیہ سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری (مدظلہ العالی)

ناظم اعلیٰ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

تریسٹھ سالہ حیات نبوی ﷺ کی ایک جھلک

مفتی محمد راشد

سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز صبح صادق کے وقت ربیع الاول، عام الفیل، بمطابق اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی ولادت سے چند مہینے پہلے آپ ﷺ کے والدِ محترم حضرت عبداللہ کی وفات ہوگئی۔ آپ ﷺ کے دادا جان عبدالمطلب کی طرف سے آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب'' ہے۔ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی طرف سے آپ ﷺ کا نام ''احمد'' تجویز ہوا۔ ابو لہب کی آزاد کردہ باندی حضرت ثویبہؓ کے چند دن دودھ پلانے کے بعد شرفاءِ قریش کی عادت کے مطابق آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی رضاعت میں دے کر مضافات مکہ میں بھیج دیا۔ اس وقت آپ ﷺ آٹھ دن کے تھے۔

ولادت کے چوتھے سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ شق صدر کا واقعہ چار بار پیش آیا۔ پہلی بار: زمانہ طفولیت میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس۔ دوسری بار: دس سال کی عمر میں پیش آیا۔ (فتح الباری: ۴۸۱/۱۳) تیسری بار: واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا۔ (مسند أبي داود الطيالسي، ص: ۲۱۵) اور چوتھی بار: واقعہ معراج کے موقع پر۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۴۹)۔ بعض نے پانچویں بار کا شق صدر بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ صحیح قول کے مطابق ثابت نہیں ہے۔ (سیرۃ مصطفیٰ ﷺ ۱/۷۵) آپ تقریباً چھ سال تک حلیمہ سعدیہؓ کی پرورش میں رہے۔

ولادت کے چھٹے سال آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے مدینہ منورہ اپنے میکے میں ایک ماہ کا قیام کیا۔ وہاں سے واپسی پر مقام ابواء میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ (شرح المواہب للزرقانی: ۱۶۰/۱)

ولادت کے ساتویں سال آپ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی تربیت وکفالت میں رہے۔

ولادت کے آٹھویں سال دادا محترم کا انتقال ہوگیا۔ دادا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں آگئے۔ (طبقات ابن سعد: ۷۴/۱)

ولادت کے بارھویں سال آپ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کے پہلے تجارتی سفر میں شرکت کی۔ اسی سفر میں بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کی نبوت کی پیش گوئی بھی دی۔ (الخصائص الکبریٰ: ۸۴/۱)

ولادت کے چودھویں یا پندرھویں سال اور بعض روایات کے مطابق بیسویں سال عربوں کی مشہور لڑائی ''حرب الفجار'' پیش آئی۔ اس جنگ میں آپ اپنے بعض چچاؤں کے اصرار پر شریک تو ہوئے۔ لیکن قتال میں حصہ نہیں لیا۔ (روض الانف: ۱۲۰/۱)

ولادت کے سولھویں سال میں آپ نے اہل مکہ کے حلف الفضول نامی معاہدے میں شرکت کی۔

ولادت کے پچیسویں سال آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر تجارت کا دوسرا سفر شام کی طرف کیا۔ سفر سے واپسی پر اس سفر میں پیش آنے والے واقعات، تجارتی نفع اور آپ ﷺ کے اخلاق وواقعات سن کر دو مہینہ

اور پچیس روز کے بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ کو نکاح کا پیغام بھجوا کر آپ سے نکاح کر لیا۔ (طبقات ابن سعد:۱/۸۳)

ولادت کے پینتیسویں سال آپ ﷺ نے بیت اللہ کی ہونے والی تیسری تعمیر کے وقت حجر اسود کو اپنے دست اقدس سے نصب فرما کر خانہ جنگی کے لئے کمر بستہ قبائل قریش کے درمیان باہمی محبت والفت پیدا فرمادی اور اس کٹھن مرحلے کو بحسن خوبی انجام خیر تک پہنچایا۔ (سیرت ابن ہشام:۱/۶۵)

حیات طیبہ کے انتالیس سالوں میں آپ ﷺ کا کردار ایسا بے مثال رہا کہ اپنے تو اپنے بلکہ غیروں کی زبان پر آپ ﷺ کے بارے میں تھا کہ آپ ﷺ صادق اور امین ہیں۔

ولادت کے چالیسویں سال میں آپ ﷺ نے زیادہ وقت غار حرا میں گذارا۔ یہاں ہی آپ ﷺ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔

نبوت کے پہلے سال غارِ حرا میں آپ ﷺ پر سورہ علق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں۔ (شرح المواہب: ۱/۲۰۷) باتفاق مؤرخین آپ کو نبوت اتوار کے دن عطا ہوئی۔ لیکن مہینہ کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ابن عبدالبرؒ کے نزدیک آٹھ ربیع الاول کو نبوت سے سرفراز ہوئے۔ اس قول کی بنا پر بوقت بعثت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ جبکہ ابن اسحاقؒ کے قول کے مطابق سترہ رمضان کو آپ ﷺ کو نبوت ملی۔ اس قول کے مطابق بوقت بعثت آپ ﷺ کی عمر چالیس سال اور چھ ماہ تھی۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (فتح الباری، کتاب التعبیر: ۱۲/۳۱۳)

نبوت کے دوسرے سال میں آپ ﷺ خفیہ تبلیغ فرماتے رہے۔ اسی سال حضرت خدیجہ، حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عفیف کندی، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت خالد بن سعید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت عمرو بن عنبسہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ یہ سب اور کچھ دیگر حضرات صحابہ کرامؓ سابقین اولین صحابہ کہلاتے ہیں۔

نبوت کے تیسرے سال آپ ﷺ کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے حضرت اسامہ کی ولادت ہوئی۔

نبوت کے چوتھے سال آپ ﷺ کو علی الاعلان دعوت دین دینے کا حکم ہوا جس کی بنا پر کفار خصوصاً قریش کی طرف سے بھی کھلم کھلا دشمنی اور بغض وعداوت کا مظاہرہ ہونے لگا۔ اسی سال حضرت عائشہؓ کی ولادت ہوئی۔

نبوت کے پانچویں سال حضرت جعفر بن ابی طالبؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسی سال حبشہ کی طرف پہلی اور دوسری ہجرت ہوئی۔ پہلی ہجرت میں گیارہ مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں۔ (فتح الباری:۱/۱۸۰) دوسری ہجرت میں چھیاسی مرد اور سولہ عورتیں شامل تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام:۱/۱۱۱) اسی سال حضرت سمیہؓ کو ابوجہل ملعون کے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی۔ یہ اسلام کی خاطر شہید ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔

نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کی برکت سے مسجد حرام میں نماز اعلانیہ ادا کی گئی۔ (شرح المواہب:۱/۲۷۶)

نبوت کے ساتویں سال مقاطعۂ قریش کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے۔ اسی دوران آپ ﷺ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ کی ولادت ہوئی۔ (روض الانف:۱/۲۳۲)

نبوت کے آٹھویں سال مشرکین مکہ کے مطالبہ پر شق قمر کا بے مثال معجزہ رونما ہوا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۱۸)

نبوت کے نویں سال میں بھی آپ ﷺ شعب ابی طالب میں ہی محصور رہے۔

نبوت کے دسویں سال مقاطعہ ختم ہوا۔ (طبقات ابن سعد:۱/۱۳۹) اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے تقریباً تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ حضور ﷺ نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا۔ (شرح المواہب:۱/۲۹۱) اسی سال آپ ﷺ کا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے ہوا۔ اسی سال حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ اسی سال واقعۂ طائف بھی پیش آیا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۳۵)

نبوت کے گیارھویں سال مدینہ سے آنے والے حاجیوں میں سے آپ ﷺ کی دعوت سے تقریباً چھ آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس سے انصار کے اسلام کا آغاز ہوا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۴۸)

نبوت کے بارھویں سال آپ ﷺ کو معراج ہوئی اور اسی موقع پر امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اسی سال بیعت عقبۂ اولیٰ ہوئی۔ اس میں بارہ افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (شرح المواہب:۱/۳۱۶)

نبوت کے تیرھویں سال بیعت عقبۂ ثانیہ ہوئی جس میں ۷۳ مرد اور ۲ عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی سال مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی۔ اسی سال قریش نے نعوذ باللہ! آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آپ ﷺ کو قریش کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اجازت ملنے پر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

حیات نبوی ﷺ کا مدنی دور

جناب نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد کی حیاتِ مبارکہ کا دور ''مدنی دور'' کہلاتا ہے۔ جو کہ بڑا تابناک دور ہے جس میں آپ ﷺ کی ان تھک کوششوں، محنتوں اور قربانیوں کے سبب اسلام کو غلبہ ہی غلبہ ملا۔ آپ ﷺ کی جانثار جماعت قدسیہ کے سرفروشوں نے اسلام کی نشر واشاعت کے لئے آپ ﷺ کے اشاروں پر اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا۔ آپ ﷺ کے اس بے مثال دور کا نقشہ کھینچنے کی منظر کشی اتنی طویل ہے کہ شاید کئی ضخیم مجلدات کا پیٹ بھی اس موضوع کو اپنے میں نہ سما سکے۔ ذیل میں بہت ہی اختصار کے ساتھ ہجرت کے بعد کی زندگی کو اشارۃً بطورِ ایک جھلک کے پیش کیا جاتا ہے:

ہجرت کے پہلے سال آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ تین دن تک غارِ ثور میں روپوش رہنے کے بعد یکم ربیع الاوّل کو مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ اسلام کی پہلی مسجد مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ مدینے کے یہودی اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے ہوئے۔ اسی سال حضرت سلمان فارسیؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسی سال مسجد نبوی کی بھی تعمیر کی گئی۔ اذان واقامت کی ابتداء بھی کی گئی۔ انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک مثالی بھائی چارہ قائم ہوا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ اسی سال شوال میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی بھی ہوگئی۔

ہجرت کے دوسرے سال مسلمانوں پر جہاد فرض ہوا۔ رمضان المبارک کے روزے، زکوٰۃ، صدقۃ الفطر

اور عیدین کی نمازیں فرض ہوئیں۔ مسجد اقصیٰ کے بجائے بیت اللہ کو جہتِ قبلہ قرار دیا گیا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت رقیہؓ کا وصال بھی اسی سال ہوا۔ حق و باطل کا پہلا غزوہ بدر بھی اسی سال پیش آیا۔

ہجرت کے تیسرے سال آپ ﷺ کا حضرت حفصہ بنت فاروقؓ سے اور اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت حسن بن علیؓ کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح ہوا۔ گستاخان رسول کعب بن اشرف اور ابورافع کو جہنم رسید کیا گیا۔ اسی سال غزوۂ احد کا واقعہ پیش آیا۔

ہجرت کے چوتھے سال بنونظیر کی جلاوطنی ہوئی۔ حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی۔ اسی سال آپ ﷺ کا حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا۔ شراب کے حرام ہونے کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

ہجرت کے پانچویں سال شرعی پردہ کا حکم نازل ہوا۔ زنا کی سزا کا حکم ہوا۔ صلاۃ الخوف کی مشروعیت ہوئی۔ تیمم کی اجازت ملی۔ واقعہ افک ہوا اور حضرت اماں عائشہؓ کی شان میں سورۃ النور نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کا حضرت جویریہ بنت حارثؓ سے اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح ہوا۔ غزوہ خندق، غزوہ بنی مصطلق اور غزوۂ بیر معونہ پیش آیا جس میں ۷۰ حفاظ صحابہ کرامؓ کو دھوکے سے شہید کیا گیا۔

ہجرت کے چھٹے سال مالدار مسلمانوں پر حج فرض ہوا۔ سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ اسی سال حدیبیہ کی صلح ہوئی۔ آپ ﷺ ۱۴۰۰ اصحابہ کرامؓ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد دیگر ممالک کے بادشاہوں کو دعوتی خطوط روانہ فرمائے۔ اسی سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا جو آپ ﷺ کی دعا سے دور ہوا۔

ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر پیش آیا۔ اس غزوہ سے واپسی پر لیلۃ التعریس کا واقعہ پیش آیا جس میں پورے لشکر کی نماز فجر قضا ہوگئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسلام قبول کیا۔ ایک یہودی عورت زینب بنت حارث کی طرف سے آپ ﷺ کو زہر دینے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان، حضرت میمونہ بنت حارث، اور حضرت صفیہ بنت حییؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کی آخری زوجہ ہیں۔

ہجرت کے آٹھویں سال حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاصؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء فرمایا۔ غزوہ موتہ اور فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابوسفیانؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوہ حنین وطائف ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ نے اسلام قبول کیا۔ اسی سال آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

ہجرت کے نویں سال غزوۂ تبوک پیش آیا۔ اس غزوہ سے واپسی پر منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم کردیا گیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کی موت ہوئی۔ اس سال ستر (۷۰) سے زائد وفود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سورۃ التوبہ نازل ہوئی۔ اسی سال حج فرض ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر تین سو افراد کے ساتھ حج کے لئے بھیجا گیا۔

ہجرت کے دسویں سال مسیلمہ کذاب نے اور اسود عنسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر

آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔اس خطبے میں آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہراتؓ موجود تھیں۔جن کی تعداد ۹ تھی اور صحابہ کرام کی تعداد ۱۰۰،۰۰۰ (ایک لاکھ) سے متجاوز تھی۔اس موقع پر اسلام کے سارے اصول سمجھا دیئے گئے۔جاہلیت کی رسموں کو اور شرک کی باتوں کو ملیا میٹ فرمادیا۔

اور پھر اسی سال امت کو الوداع کہتے ہوئے پوری امت مسلمہ بلکہ پوری کائنات کو یتیم کرتے ہوئے آپ ﷺ اپنے محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ سے جاملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

ایک ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی مذہبی، ملی اور تبلیغی واصلاحی جماعت ہے جو کہ تمام تر سیاسی جھمیلوں سے الگ تھلگ رہ کر وطن عزیز کے آئین وقانون کے ماتحت اسلامیان عالم کے اتفاق واتحاد، ناموس رسالت وختم نبوت کی پاسبانی اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتی ہے۔لہٰذا تمام ذمہ داران مقامی مجالس خدمت کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض مقاصد کو مدنظر رکھیں اور کسی ایسی سرگرمی کا حصہ نہ بنیں جو مجلس کے دستور وضابطہ کے خلاف ہو۔وطن عزیز اور بیرون ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی اکابرین علماء دیوبند کی وہ واحد مجلس ہے جسے ہر دور میں تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کی تحاریک میں اللہ رب العزت نے کامیابی وسرفرازی عطاء فرمائی ہے اور مجلس ہی نے مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر پوری قوم کو اکٹھا رکھ کر ناموس رسالت اور ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے جدوجہد کا اعزاز حاصل کیا ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام مقامی مجالس کو جو کہ مرکزی منتظمہ سے منظور شدہ ہیں کے ذمہ داران کو ہدایت کی جاتی ہے کہ:

۱...... ہر مقامی مجلس کے ذمہ داران صرف اپنے مقامی حلقہ میں خدمت کے مجاز ومسئول ہیں۔

۲...... کسی بھی مقامی مجلس کے ذمہ دار کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے حلقہ (مقامی مجلس) کے باہر خدمت کرنے والوں کی تشکیل کر سکے(نہ بیان کرنے اور نہ فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے)

۳...... کسی بھی ایسے مقام پر جہاں خدمت کی ضرورت محسوس ہو اور وہ مقام مقامی مجلس کے حلقہ خدمت سے باہر ہو تو مرکزی دفتر سے تحریری اجازت اور ہدایت لینا ضروری ہوگا۔

۴...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوئی ذیلی تنظیم یا طلباء ونوجوانان کے نام سے ونگ موجود نہیں۔لہٰذا مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سرپرستی کوئی ذیلی تنظیم دوسرے نام سے نہ بنائی جائے اور نہ سرپرستی کے لئے عالمی مجلس کا نام استعمال کیا جائے۔

۵...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتے جلتے ناموں اور ذیلی شاخ کے نام پر دوسرے ناموں سے قائم تنظیموں سے برأت کا اظہار واعلان کرتی ہے کہ دستور مجلس کی رو سے ہم دوسروں کی پالیسی یا طریقہ کار کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری (مدظلہ العالی)

ناظم اعلیٰ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

آپ ﷺ کا خلق عظیم

مولانا عبدالنعیم

حضور اقدس ﷺ نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ اہل مکہ میں صادق اور امین کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ والدہ محترمہ کی رحلت کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ وہ اپنے یتیم پوتے سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جب تک وہ نہ آتا قبیلہ بنو ہاشم کے شیخ اپنے لئے کھانے کا دسترخوان بچھانے کی اجازت نہ دیتے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب جو قریش کے رئیس اعظم تھے۔ کعبے کی دیوار کے سائے میں مسند لگا کر بیٹھتے تھے۔ مسند کے اردگرد فرش بچھا دیا جاتا تھا اور عبدالمطلب کے بیٹے باپ کی مسند کے قریب زمین پر بیٹھا کرتے اور بزرگ خاندان کے احترام کے پیش نظر مسند کے فرش پر قدم رکھنا سوء ادب خیال کرتے۔ لیکن چھ سال کا پوتا دادا کے پاس جا کر مسند پر بیٹھتا اور عبدالمطلب اس کی پیٹھ پر اپنا دست شفقت پھیرتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اگر کوئی چچا تقاضائے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس در یتیم کو فرش مسند سے اتارنے کی خاطر اپنے پاس بلاتا تو عبدالمطلب فرماتے:

”نہیں میرے بیٹے کو میرے پاس ہی بیٹھنے دو۔ خدا کی قسم! اس کی شان بہت بلند ہے۔“

آپ ﷺ غیر معمولی طور پر خوش اخلاق و اطوار کے مالک تھے اور یہی وجہ تھی کہ خاندان کے سبھی افراد آپ ﷺ کو غیر معمولی محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور خاندان کی قابل فخر متاع تصور کرتے تھے۔ بیس برس کی عمر میں آپ ﷺ مظلوموں کی دادرسی کے اس معاہدے میں شامل ہوئے جو حلف الفضول کے نام سے موسوم ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عمر تک پہنچتے وقت آپ ﷺ مکہ کی سوسائٹی میں اخلاق حسنہ اور حسن انصاف رکھنے والے اصحاب میں شمار کئے جاتے تھے۔

پچیس برس کی عمر تک پہنچتے وقت آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور حسن معاملت کے چرچے مکہ بھر میں بلند ہونے لگے اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ انہی اوصاف سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے عقد زوجیت میں آئیں۔ پینتیس برس کی عمر میں آپ ﷺ نے حجر اسود اس جگہ پر نصب کرنے کی سعادت حاصل کی اور قبائل قریش کو خوفناک خانہ جنگی میں مبتلا ہونے سے بچایا۔ یہ واقعہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے آپ ﷺ اپنی قوم کے لوگوں میں بہت معزز و محترم تھے۔

حسن ملاقات

رسول اللہ ﷺ ہر ملنے والے کو خندہ پیشانی کیساتھ سلام کہتے اور اس میں سبقت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو بھی تاکید فرماتے کہ ایک دوسرے سے ملو تو سلام کہو اور مصافحہ کرو۔ تاکہ باہمی محبت و اخلاص بڑھے۔

ترمذی اورابوداؤدشریف میں حدیث موجود ہے حضرت ابوامامہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ شخص افضل ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔‘‘ بیہقی میں حضرت واثلہ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرماتھے۔ایک شخص آیا۔آپ ﷺ اسے جگہ دینے کے لئے ایکطرف سرک گئے۔اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اس کا بھائی ملاقات کے لئے آئے تو اسے جگہ دینے کے لئے خود سرک جائے۔

حسن خلق

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے دس برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور اس دوران آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا۔آپ ﷺ تمام لوگوں میں بہترین خلق کے مالک تھے۔(بخاری،مسلم) حضرت علیؓ اپنے بیٹے حسینؓ کو بتارہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ رسول خدا کے نزدیک سب سے زیادہ میں ہی مکرم ہوں۔آپ ﷺ ہر ایک کی بات بڑے تحمل سے سنتے، ہر شخص کی حاجت براری کرتے۔آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور خوش خلقی نے لوگوں کا احاطہ کرلیا تھا اور سب لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔(کتاب الشفا)

حسن شفقت

حضور اقدس ﷺ بچوں،عورتوں اور عاجز وضرورت مند لوگوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ایک صحابی راوی ہیں کہ ایک بار میں ڈھیلے(پتھر) مار مار کر کھجوریں گرارہا تھا کہ لوگ مجھے پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کھجوروں پر پتھر کیوں مار رہے تھے۔میں نے کہا کہ کھجوریں کھانے کے لئے۔آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا دی اور پھر فرمایا: پتھر اور ڈھیلے نہ مارا کرو۔زمین پر جو کھجوریں گری ہوئی ہوں انہیں اٹھا کر کھالیا کرو۔(ابوداؤد) زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔آپ زید کے ننھے بیٹے اسامہ سے بہت پیار کرتے اور اس کی ناک اپنے ہاتھ سے صاف کردیتے۔آپ ﷺ فرماتے اسامہ لڑکی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا۔(بخاری،مسلم) حضور اقدس ﷺ ہر لڑائی کے موقع پر کفار کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر جان، اللہ کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

عیادت وتعزیت

رسول اکرم ﷺ کی عادت میں شامل تھا کہ کوئی شخص بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے اور کوئی شخص فوت ہوجاتا تو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت کرتے۔رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابتؓ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔انہیں عالم نزع میں دیکھ کر فرمایا افسوس ابوالربیع تمہارے معاملے میں ہم اب بے بس ہیں۔یہ سن کر گھر کی عورتیں چیخنے چلانے لگیں۔صحابہ کرامؓ نے انہیں رونے سے منع کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب رونے دو۔البتہ مرنے کے بعد نوحہ نہیں کرنا چاہیے۔وفات کے بعد عبداللہ بن ثابتؓ کی بیٹی نے

عرض کیا کہ میرے ابا شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے خواہش مند تھے اور انہوں نے اس نیت سے جہاد کا سامان بھی تیار کرلیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنی نیت کا ثواب مل گیا۔(ابوداؤد)

مہمان نوازی

قریش اور عربوں کی ایک خصوصیت مہمان نوازی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس میں بھی سب سے ممتاز تھے۔

ایک بار ایک غفاری آپ ﷺ کا مہمان بن کر آیا۔کاشانہ نبوت میں اس وقت صرف بکری کا دودھ تھا۔اس کے سوا اور کوئی چیز کھانے یا کھلانے کے لئے نہیں تھی۔رسول اکرم ﷺ نے وہ دودھ مہمان کو پلا دیا۔آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ اس رات فاقے سے رہے۔اس سے پچھلی رات بھی فاقہ سے گزری تھی۔بارگاہ نبوت میں کثرت سے باہر کے مہمان آتے تھے۔فتح مکہ کے بعد تو اطراف سے قبائل کے وفود جوق در جوق آنے لگے۔کچھ مہمان مسجد نبوی میں ٹھہرائے جاتے۔اس کے علاوہ رملہ نامی ایک صحابیہ اور ام شریک نامی ایک انصاریہ کا گھر بارگاہ نبوت کا مستقل مہمان خانہ تھا۔جہاں باہر سے آئے ہوئے مہمان ٹھہرتے اور ان کی خاطر مدارات کا اعلیٰ انتظام کیا جاتا تھا۔اسی طرح نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے ان کی خوب مہمان نوازی کی۔

صبر وتحمل

مکہ میں کفار اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیں۔لیکن آپ ﷺ نے ہر موقع پر صبر وتحمل سے کام لیا۔ہر قسم کی سختیوں کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔کتب سیر میں بیشمار واقعات موجود ہیں۔عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے کہنے پر اونٹ کا اوجھ غلاظت سمیت آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دیا۔جبکہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز تھے۔نہ آپ ﷺ نے عقبہ سے کچھ کہا اور نہ ابوجہل سے تعرض کیا۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم تھا۔رسول ﷺ نے اس سے کچھ درہم قرض پر لے رکھے تھے۔یہودی نے قرض کی ادئیگی کا تقاضا کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تیرا قرض ادا کرسکوں۔یہودی نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب میرا قرض ادا نہیں کردیں گے۔آپ ﷺ نے وہیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔آپ ﷺ کے چند ساتھی جو وہاں جمع ہوگئے تھے۔انہوں نے یہودی کو کوئی سخت بات کہی۔جب حضور اقدس ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے منع کر رکھا ہے کہ عہد والے شخص پر یا کسی اور پر ظلم کروں، چنانچہ آپ ﷺ رات بھر وہاں بیٹھے رہے۔صبح ہوئی تو یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔یارسول اللہ میں نے آپ ﷺ سے سختی اس وجہ سے کی تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ تورات میں جو آپ ﷺ کی تعریف اور توصیف بیان ہوئی ہے۔آپ ﷺ اس پر پورا اترتے ہیں یا نہیں۔وہ صفت یہ ہے کہ اللہ کا آخری رسول محمد بن عبداللہ ہے۔نہ وہ سخت دل اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر بولنے والا اور نہ ہی بے ہودہ گو۔اب میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ماسوا کوئی معبود نہیں۔بیشک آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔یہ مال حاضر ہے۔آپ ﷺ اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کردیں۔وہ یہودی بہت زیادہ مالدار تھا۔

تحفے لینا اور تحفے دینا

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپس میں تحفے دو اور محبت بڑھاؤ۔ خود رسول ﷺ صحابہ کرامؓ کو کثرت سے تحائف دیا کرتے تھے۔ جو تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے انہیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے۔ یمن کے بادشاہ ذی یزن نے ایک قیمتی حلّہ، جو چھیاسٹھ اونٹ دے کر خریدا گیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا۔ جواب میں آپ ﷺ نے بھی اسے ایک حلّہ تحفے میں دیا جو آپ ﷺ نے بیس اونٹوں کے عوض خریدا تھا۔ (ابوداؤد) صحابہ کرامؓ اکثر خورد ونوش کی اشیاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر بھیجتے۔ جنہیں آپ ﷺ قبول فرماتے اور خود بھی اپنے دسترخوان کے کھانے صحابہ کرامؓ کو ہدیہ فرماتے۔ جسے وہ اپنے لئے باعث فخر و برکت خیال کرتے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا صلہ دیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حسن معاملہ

اچھے اخلاق اور عمدہ کردار کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ انسان معاملات کے حوالے سے صاف وشفاف ہو۔ کسی پر ظلم یا زیادتی نہ کرے۔ جو وعدہ کرے اسے پورا کر کے دکھائے۔ رسالت ونبوت کے منصب پر مامور ہونے سے پہلے حضرت محمد ﷺ اتنے دیانتدار اور خوش معاملہ تھے کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ کو صادق الامین کا لقب دے رکھا تھا۔ آپ ﷺ کی جان کے دشمن بھی یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے کبھی آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض لیں۔ چند روز بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا اس کا قرض چکا دو۔ مگر جو کھجوریں اس انصاری صحابی نے قرض خواہ کو دیں۔ اس نے یہ کہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میری کھجوریں اس سے زیادہ اچھی تھیں۔ انصاری نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کر رہے ہو۔ یہ بے ادبی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں عدل کی امید رسول اللہ ﷺ سے نہ رکھوں تو کس سے رکھوں۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتا ہے۔ اسے اس کی پسند کی کھجوریں دلوائی گئیں۔ (مسند احمد بن حنبل) ایک مرتبہ روسائے قریش نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی تدابیر سوچنے کے لئے مجلس مشاورت منعقد کی۔ اس میں ایک معمر مشرک نضر بن حارث نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ محمد تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا۔ وہ تم میں زیادہ پسندیدہ اطوار رکھنے والا قول وفعل کا سچا اور امانت دار تھا۔ اب اس کے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے اور اس نے تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کی ہیں تو تم جواب میں کہتے ہو کہ وہ ساحر اور جادوگر ہے۔ مجنون ہے، شاعر ہے۔ خدا کی قسم! میں نے محمد ﷺ کی باتیں سنی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو تم کہ رہے ہو۔ (ابن ہشام) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ مجھے ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ کھجوروں کی فصل پر قرض دینے کا وعدہ تھا۔ لیکن اس سال میرے نخلستان کی فصل اچھی نہ تھی۔ یہودی نے باغ میں آ کر قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا تو میں نے اس سے اگلی فصل کی مہلت مانگی۔ مگر وہ ادائیگی پر اڑا رہا۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا معاملہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بہت سمجھایا کہ مہلت دے

دے۔مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔اس پر آپ ﷺ کھجوروں کے جھنڈ میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر پھل اتارو۔پھل اتارا گیا تو اتنی کھجوریں اتریں کہ یہودی کا قرض ادا کرنے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں۔(بخاری)

حسن معیشت

منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔صغرسنی میں اجرت پر بھیڑ بکریاں چرانے کا کام کیا۔ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ تو تبلیغ رسالت کے علاوہ حضور ﷺ مسلمانوں کے رئیس حکومت قاضی، امیر عساکر اور معلم کی حیثیت سے اپنے اوقات صرف کرنے لگے۔لہٰذا حصول معاش کی طرف توجہ نہ دے سکنے کے باعث کچھ عرصہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مہمان رہے۔بیت المال سے جو وقتی چندوں صدقات، زکوۃ، خراج اور مال غنیمت کی صورت میں اکٹھا ہوتا اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر ایک ذرہ بھی صرف نہیں فرماتے تھے۔ وہ سارے کا سارا مال روز کے روز عام مسلمانوں میں اور مسکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

۴ھ میں مدینہ کے یہود بنونضیر کی غداری پر جب ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم ہوئیں تو تمام مسلمانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بھی حصہ ملا۔اس نخلستان کی پیداوار سے جو حصہ آپ ﷺ کو ملتا تھا۔وہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں تقسیم کر دیا جاتا۔جن سے بسر اوقات کرتی تھیں۔معاش کی کیفیت یہ ظاہر کرتی ہے کہ حضور ﷺ بس اتنا اور اس قدر اہتمام فرماتے جو آپ ﷺ کی اور اہل بیتؓ کی اشد ضرورت کے لئے کافی ہو۔اس سے زیادہ آپ ﷺ نے نہ خواہش کی نہ کوشش کی۔جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ اس قلیل معاش میں سے بھی اکثر انفاق فی سبیل اللہ فرماتے اور اپنی ضروریات سے اس حد تک قطع نظر کر لیتے کہ بسا اوقات فاقوں کی نوبت آ جاتی۔(بخاری، مسلم)

اللہ ہم سب مسلمانوں کو اپنے پیارے پیغمبر اور آخری نبی جناب محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق دے اور ہمیں ہر معاملہ میں آپ ﷺ کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔آمین!

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه

آن لائن قرآن پاک کی تعلیم حاصل کریں۔اب آپ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہوں۔ آپ کے لئے قرآن پاک پڑھنا بہت آسان ہے۔انٹرنیٹ کے ذریعہ آن لائن قرآن مجید پڑھنے اور اپنے بچوں، بچیوں کو قرآن پاک پڑھانے کے لئے رابطہ کریں:

Contact Skype' Quranteacher772

Phone, +923027794823

حضرت عمروؓ بن جموح سلمی ...... سیدالانصار

حافظ محمد انس

’’الحمد والصلوٰۃ علیٰ نبیہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین‘‘

سیدنا حضرت عمروؓ بن جموح کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عمر بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

سیدنا حضرت عمروؓ بن جموح قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ کے رئیس تھے۔ طبیعت مبارک کے اندر جودوسخا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مزاج کے اعتبار سے انتہائی سادہ اور کشادہ دل تھے۔ ایک مرتبہ بنوسلمہ کے کچھ لوگ سرورکائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے سردار کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ’’یارسول اللہ ﷺ! ہمارا سردار جدبن قیس ہے جو کہ ایک بخیل آدمی ہے۔‘‘ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بخل سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ آج سے تمہارے سردار ’’الجعدالابیض‘‘ (سفید گھنگریالی زلفوں والے) عمروؓ بن جموح ہیں۔‘‘ اسی دن سے آپ بنوسلمہ کے سردار بن گئے اور لوگوں نے آپ کو ’’سیدالانصار‘‘ کہنا شروع کر دیا۔

حضرت عمروؓ بن جموح اگرچہ آخر عمر میں مسلمان ہوئے اور صرف تین سال ہی اسلام کے اندر گزارے اور واصل بحق ہوئے۔ لیکن پھر بھی آپ اسلام سے محبت وخلوص کی بدولت آپ کا شمار اکابر صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ چونکہ آپ نے آخر عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس سے قبل آپ کی ساری عمر بتوں کی پرستش میں گذری۔ یہاں تک بھی لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اپنے خاندان کے بتوں کی تولیت آپ کے ذمہ تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کو بت پرستی سے انتہائی شغف تھا۔ بتوں کی صفائی ستھرائی، خوشبو لگانا وغیرہ سب کام آپ حددرجہ محبت سے کرتے تھے۔ لیکن جب اسلام کی اس دنیا میں تشریف آوری ہوئی اور ضیائے اسلام ہر طرف پھیلنے لگی تو ابتداء لوگ خاموشی سے ڈھکے چھپے اسلام قبول کرنے لگے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے تیرھویں سال تقریباً ۷۵ نفوس قدسیہ نے مدینہ سے مکہ جاکر آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو اس بیعت عقبہ میں حضرت عمروؓ بن جموح کے صاحبزادے حضرت معاذؓ بھی شامل تھے، جنہوں نے اس بیعت میں حضور اکرم ﷺ پر جان فدا کرنے کا عہد کیا تھا۔

جب حضرت معاذؓ واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے دوستوں سے مل کر ایک خوش کن ترکیب اپنے والد حضرت عمروؓ بن جموح کو بتوں سے متنفر کرنے کی سوچی۔ ان بتوں میں سے سب سے بڑے بت کی جس کی حضرت عمروؓ بن جموح عبادت کرتے تھے، اس بت کو وہ رات کے وقت تنہائی میں اٹھا کر نجاست کے گڑھے میں اوندھے منہ پھینک کر آجاتے تھے۔ حضرت عمروؓ روزانہ صبح کے وقت اس بت کو غلاظت کے گڑھے سے اٹھا کر لاتے۔ اس کو نہلاتے، اور خوشبو وغیرہ لگا کر پھر اس کی عبادت شروع کر دیتے۔ روز روز جب یہ تماشا ہوا تو حضرت عمروؓ بن جموح نے تنگ آکر اس بت کے گلے میں تلوار لٹکا دی کہ اب اپنی حفاظت تم خود ہی کرنا۔ ان کے بیٹے حضرت معاذؓ نے

جب یہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ پھر اسی رات بت کے گلے سے تلوار اتار لی اور اس بت کو اٹھا کر مرے ہوئے کتے سے باندھ کر غلاظت کے گڑھے میں الٹا لٹکا دیا۔ جب حضرت عمروؓ صبح کے وقت بیدار ہوئے تو بت کو وہاں موجود نہ پاکر پریشان ہوئے اور اس کی تلاش میں نکلے تو اس کو اس کیفیت میں دیکھا۔ انتہائی بددل ہوگئے۔

جب واپس آنے لگے تو راستہ میں ایک مسلمان سے ملاقات ہوئی۔ اس کو سارا ماجرا سنایا تو وہ سن کر فرمانے لگے کہ تم اس کو ''الٰہ'' مانتے ہو جو اپنی حفاظت بھی خود نہیں کر سکتا۔ تمہاری نگہبانی کیا کرے گا؟ بس یہ سننا تھا کہ آپ کی بصیرت جاگ گئی اور آپ فوراً مسلمان ہوگئے۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب آپ کے بیٹے حضرت معاذؓ چوری چھپے اسلام قبول کر کے آئے تھے تو حضرت عمروؓ بن جموح کو جب حضرت معاذؓ کے اسلام قبول کرنے کی خبر ملی تو فوراً ان کو بلوا کر ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! میں مسلمان ہوگیا ہوں اور اگر آپ بھی اسلام قبول کر لیں تو بہت اچھا ہے۔ حضرت عمروؓ بن جموح نے فوراً حضور سرور کائنات ﷺ کے متعلق دریافت کیا اور پھر کچھ کلام بھی سننے کی فرمائش کی تو حضرت معاذؓ نے سورۂ فاتحہ کی ابتداء سے ''الصراط المستقیم'' تک پڑھائی تو فرمانے لگے کہ میں اپنے بت سے مشورہ کروں گا۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک مکار عورت پردہ کے پیچھے بت کے ساتھ کھڑی ہو جاتی تھی تو بت کی طرف سے مراد مانگنے والے کو جواب دیتی تھی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی اسلام قبول کر چکی تھیں۔ جب ان کو اس صورتحال کی خبر ہوئی تو انہوں نے فوراً اس مکار عورت کو وہاں سے ہٹا دیا۔ جب یہ اپنے بت کے سامنے گئے اور ساری باتیں دریافت کرنے لگے تو ادھر سے کوئی جواب نہ پاکر انتہائی بددل ہوئے اور پھر مشرف با اسلام ہوگئے۔

چونکہ آپ آخر عمر میں اسلام لائے تھے۔ وفات سے قبل صرف تین سال اسلام کے اندر گذارے اور مزید یہ کہ آپ کے پاؤں مبارک میں نقص بھی تھا۔ لیکن پھر بھی جتنا ممکن ہو سکا اسلام کی دل و جان سے خدمت کی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؓ پاؤں کے عذر اور ضعیف العمری کی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ مگر جب غزوہ احد پیش آیا تو اس میں بھرپور طریقے سے لڑے۔ باوجود اس کے آپ کے چار بیٹے حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے والد صاحب کو معذوری اور ضعیف العمری کی وجہ سے شرکت جہاد سے منع فرمادیں۔ آپ ﷺ نے آپؓ کو بلوا کر سمجھایا مگر حضرت عمروؓ بن جموح نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! اللہ کی قسم یہ لڑکے مجھے جہاد سے منع کرتے ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے لئے مجھے اس میں شرکت سے منع نہ فرمائیں۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اگر میں لڑتے ہوئے جان سے مارا جاؤں تو اسی لنگڑے پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے جنت میں پہنچ جاؤں گا۔

آپ اس کے اس درجہ جذبہ جہاد کو دیکھ کر رحمت عالم ﷺ نے آپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ ان کو مت روکو ان کو شریک ہونے دو۔ پھر غزوہ احد میں مسلمانوں کی ایک اجتہادی خطاء کی وجہ سے جب انتشار پھیل گیا تو آپ اپنے ایک بیٹے اور ایک غلام کے ساتھ دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور انتہائی جانفشانی سے لڑتے ہوئے بیٹے اور غلام سمیت اللہ کے راستہ میں جان دے دی۔

مشرکین کی پسپائی کے بعد جب حضور سرور کائنات ﷺ ادھر سے گذرے تو حضرت عمروؓ بن جموح کی لاش مبارک کو خون میں لت پت دیکھ کر ارشاد فرمایا: ’’خدا کے بعض بندے جب کوئی قسم کھا لیتے ہیں تو خدا اس کو پورا کر دیتا ہے۔ عمروؓ بھی ایسے بندوں میں سے ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت میں چل پھر رہے ہیں اور ان کا لنگڑا پاؤں درست ہوگیا ہے۔‘‘

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ’’میں عمروؓ کو جنت میں اپنے لنگڑے پاؤں سے (صحیح وسالم) چلتا پھرتا دیکھ رہا ہوں۔‘‘

پھر آپؓ کی اہلیہ محترمہ نے آپؓ کی میت مبارک کو، اپنے بھائی کی میت مبارک کو اور اپنے فرزند کی میت مبارک کو اپنے اونٹ پر رکھا اور مدینہ کی طرف چل پڑی۔ راستہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ دوسری خواتین کے ہمراہ حضور ﷺ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے جارہی تھیں تو راستے میں حضرت عمروؓ کی بیوی کو اونٹ لاتے ہوئے دیکھا۔ ان سے ساری صورتحال معلوم کی۔ اسی دوران اچانک اونٹ وہیں بیٹھ گیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ہندؓ نے بہت کوشش کی اونٹ کھڑا ہو جائے۔ مگر اونٹ کھڑا نہ ہوا۔ آخرکار اونٹ کا رخ جب دوبارہ میدان احد کی طرف کیا تو پھر وہ چل پڑا۔ پھر وہ اونٹ کو وہاں لائیں۔ پھر حضور سرور کائنات ﷺ نے باقی شہداء کے ساتھ ان تین حضرات کو دفن کر دیا۔

خداوند کریم کروڑوں رحمتیں نازل کرے اصحاب محمدؐ پر جن کی لازوال قربانیوں کی بدولت آج میرے اور آپ کے پاس ایمان جیسی لازوال نعمت ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃً!

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کا وصال

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مورخہ ۳۰؍اکتوبر کو انتقال فرماگئے۔ ان کی نماز جنازہ اگلے روز دارالعلوم حقانیہ میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں سے متجاوز علماء کرام، مشائخ عظام، دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں نے شرکت کی۔ ان کی نماز جنازہ خیبر پختونخواہ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ موصوف قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ سمیت ہزاروں علماء کرام کے استاذ تھے۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرماکر کفارہ سیآت بنائیں۔ مولانا عبدالواحد، بانی جامعہ حمادیہ، تلمیذ رشید شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، خلیفہ ارشد حضرت اقدس مولانا سائیں حماد اللہ ہالیجویؒ بھی گذشتہ ماہ انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حاجی سلامت اللہ کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ادو کے معاون حاجی سلامت اللہ گذشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتاری پیش کی۔ آپ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کے شیدائیوں میں سے تھے۔ مقامی طور پر مدرسہ مظاہر العلوم اور دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو کی شوریٰ کے رکن تھے۔ ان کی وفات سے کوٹ ادو ایک باہمت اور دینی درد رکھنے والے صالح انسان سے محروم ہوگیا۔

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:7

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۶۸……خلاد بن رافع بن مالک الخزرجی الانصاریؓ

اپنے بھائی رفاعہ بن رافع کے ساتھ جنگ بدر میں شامل ہوئے۔ ان کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ رفاعہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی خلاد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اونٹ پر روحا کے قریب برید نامی مقام پر تھے کہ ہمارا اونٹ بیمار ہوگیا۔ میں نے کہا یااللہ اگر ہم مدینہ طیبہ خیروعافیت کے ساتھ پہنچ گئے تو میں اونٹ قربان کروں گا۔ دریں اثنا رسول اللہ ﷺ کا گزر ہماری طرف ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟۔ تو ہم نے صورت حال سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ اترے اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو کے بچے ہوئے پانی میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ کے منہ میں ڈالیں اور اس کے پیٹ، سر اور جسم کے تمام حصوں پر چھینٹیں ماریں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! رافع اور خلاد کو سوار کرا۔ ہم اونٹ پر سوار ہوئے اور منصف نامی مقام پر ہم حضور ﷺ کو آملے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ بدر میں پہنچ گئے۔ جب ہم وادیٔ بدر کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے ہمارے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ ہم نے کہا الحمدللہ! پھر ہم نے اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کیا۔ خلادؓ بدر میں شہید کر دیئے گئے۔ ابن مکی نے اس کو ذکر کیا۔ کہا گیا کہ خلاد بدر میں اکیلے شریک ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۸)

۶۹……خلاد بن عمرو ابن الجموح الخزرجی الانصاریؓ

ابن اسحاق نے انہیں بدریین میں ذکر کیا ہے۔ خلاد، ان کے والد، ان کے بھائی معاذ، ابوایمن، معوذ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ خلاد غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ ہند بنت عمرو حضرت جابر بن عبداللہؓ کی پھوپھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے بیٹے، شوہر، بھائی کو شہادت کے بعد اونٹ پر سوار کیا۔ پھر فرمایا کہ انہیں احد میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہیں احد میں دفن کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۶۶)

۷۰……خلاد بن سوید ابن ثعلبۃ الخزرجی الانصاریؓ

آپ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے۔ نیز غزوۂ احد و خندق میں بھی۔ قریظہ کے دن شہید ہوگئے۔ آپ پر پتھر گرا جس سے آپ شدید زخمی ہوگئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ جس عورت نے آپ پر پتھر گرایا اس کا نام بنانہ تھا جو بنوقریظہ سے تعلق رکھتی تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے اس عورت کو قصاصاً قتل کرادیا۔ یہ وہ خلاد ہیں کہ ان کے قتل کے بعد ان کی والدہ محترمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب خلاد نامی ایک انصاری شہید کر دیئے گئے۔ عرض کیا یارسول اللہ! میرے بیٹے کے

ساتھ کیا ہوا؟۔ تو بعض اصحاب نے کہا کہ تو اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے کے لئے آئی ہے۔ حالانکہ تو نقاب اوڑھے ہوئے ہے۔ جواب میں فرمایا کہ میرا بیٹا قتل ہوا ہے۔ میرا حیا تو ختم نہیں ہوا۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ خاتون نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیوں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۴۸)

۷۱...... خلیفۃ ابن عدی بن عمرو البیاضی الخزرجی الانصاریؓ

موسیٰ ابن عقبہ اور ابن اسحاق نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ طبقات بن سعد میں ہے کہ خلیفہ غزوۂ احد میں بھی شامل ہوئے۔ (الاستیعاب ۲/۴۵۸)

۷۲...... خلیدۃ بن قیس ابن نعمان الخزرجی الانصاریؓ

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا نام خلید تھا۔ اپنے بھائی خلاد کے ساتھ بدر و احد میں شریک ہوئے اور وفات پائی۔ (اسد الغابہ ۲/۱۸۹)

۷۳...... خنیس بن حذافہ بن قیس القرشی السہمیؓ

خنیس عبداللہ بن حذافہ کے بھائی تھے اور اسلام میں السابقون الاولون میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے۔ حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرتیں کیں۔ غزوۂ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ احد میں انہیں زخم پہنچا اور وفات پائی۔ حضرت حفصہؓ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے ان کے نکاح میں تھیں۔ جب خنیس فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خنیس کی ابوعبس بن جبر کے ساتھ مؤاخات کی۔ خنیس ہجرت کے پچیسویں مہینہ میں فوت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں عثمان بن مظعونؓ کے قریب دفن کئے گئے۔ (الاصابہ ۱/۴۵۶)

۷۴...... خوات بن جبیر النعمان الاوسی الانصاریؓ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوصالح تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے سواروں میں سے تھے۔ اپنے بھائی عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے۔ جب روحا کے مقام پر پہنچے تو انہیں پتھر لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ طیبہ واپس بھیج دیا اور انہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ حضرت خوات مسلمان ہوئے اور بہترین مسلمان۔ خوات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ۴۰ ہجری میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے اور آپ کی عمر مبارک ۷۴ سال تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۴/۹۹)

۷۵...... خولی ابن خولی مولیٰ بن عدی قریش کے حلیف

خولی ابن ابی خولی عمرو بن الزہیر ابن خیثمہ ابن ابی حمران۔ خولی بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۴۱)

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا اختتامی خطاب

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

’’الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ. ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولنا محمدًا عبدہ ورسولہ، ارسلہ بالحق بشیرًا ونذیرا، وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا. صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرا. اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ومن اظلم من افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیٔ. ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولو تری اذالظٰلمون فی غمرات الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیتہ تستکبرون. صدق اللہ العظیم‘‘

جناب صدر محترم! برادر مکرم! حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب اور برادر مکرم حضرت مولانا عزیز احمد صاحب، اکابر علماء کرام، بزرگان ملت، میرے دوستو اور بھائیو! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ سالانہ اجتماع جس میں شرکت میرا معمول رہا ہے میں اس پلیٹ فارم کا ایک ادنیٰ کارکن اور خادم ہوں اور اس طرح کے اجتماع میں اپنی شرکت کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ یہ بات اپنی جگہ پر کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا سایہ ہمارے سروں پر نہیں رہا اور آج شدت سے اس بات کا بھی احساس ہے کہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحبؒ اس اجتماع میں موجود نہیں ہیں۔ ہمارے ان تمام بزرگوں اور اس سلسلے کے تمام اکابرین کو اللہ اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کی جو تحریک ہے جس عقیدے کو انہوں نے فروغ دیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے انہوں نے اپنی زندگی میں جو انسانیت کو اور امت مسلمہ کو شعور عطاء کیا ہے ایسے اکابر کا دنیا سے جانے کے باوجود مشن زندہ رہتا ہے۔ تحریک زندہ رہتی ہے اور ان کی خدمات لازوال ہوا کرتی ہیں۔ آج کا اجتماع میں دیکھ رہا ہوں ماشاءاللہ! ایک تاریخ ساز اجتماع ہے اور ہمارے اکابرین اپنی قبروں میں سکون اور اطمینان محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہم نے وہ عقیدہ بحفاظت اپنی نئی نسلوں کو منتقل کر دیا ہے۔

امریکہ کی رضامندی نہیں چاہئے

میرے محترم دوستو! آج پوری امت مسلمہ پر کڑا وقت ہے۔ ہمارے ملک میں مدارس کو شکوہ ہے، اہل

مدارس کو شکوہ ہے، مسجدوں اور خانقاہوں سے تعلق رکھنے والوں کو شکوہ ہے، دین سے اپنی مضبوط وابستگی رکھنے والوں کو شکوہ ہے کہ ہمیں اس مضبوط وابستگی کی سزا دی جارہی ہے۔ ہم نماز نہ پڑھتے، ہم مسجد سے ناطہ توڑ دیتے، ہم علماء سے تعلق توڑ دیتے، ہم مدارس سے فیض حاصل کرنے کا سلسلہ ختم کردیتے، ہمارے سروں پر پگڑی نہ ہوتی، ہمارے چہروں پر داڑھی کی زینت نہ ہوتی تو آج ہم بھی سکون کی زندگی گزار رہے ہوتے۔ آج ہم سے بھی امریکہ راضی رہتا۔ آج ہم سے بھی مغرب راضی رہتا۔ آج پاکستان کا سیکولر طبقہ ہمیں گلے لگاتا۔ آج ہماری بیوروکریسی بھی ہم سے محبت کرتی۔ آج ہماری اسٹیبلشمنٹ بھی ہمیں سینوں سے لگاتی۔ لیکن...... مجھے اطمینان ہے اس بات پر کہ ہم نے امریکہ اور یورپ کی رضامندی کی بجائے اپنے رب کی رضامندی کو ترجیح دی ہے۔ امریکہ اور یورپ، ان کی پیروی، ابدی زندگی میں ہمیں کیا دے سکتی ہے اس کو بھی سوچنا چاہئے۔ ہم نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ ہمیں ابدی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوجائے اور ہم اس کے حقدار بن جائیں، تو یہ کوئی تاوان کا سودا نہیں ہے اور یہ ایسا وقت نہیں ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ نے ہمیں اس دور کے بارے میں بتایا نہ ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ تم پچھلی قوموں کی پیروی قدم بہ قدم بالشت بہ بالشت اس طرح کرو گے کہ اگر وہ کوہ کی غار میں بھی جائیں گے تو تم ان کا پیچھا کرو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہود ونصاریٰ کی پیروی کریں گے؟ فرمایا: اور کون کرے گا؟ آج وہ دور آ گیا ہے کہ جب ہم اپنے حکمرانوں کو دیکھتے ہیں، اپنے سیاستدانوں کو دیکھتے ہیں، اپنے بیوروکریٹس کو دیکھتے ہیں، اپنے وڈیروں کو دیکھتے ہیں، اپنے جاگیرداروں، اپنے خوانین کو دیکھتے ہیں، جب وہ ان کی پیروی کرنے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اور ہم اور آپ اس پیروی کو اپنے لئے باعث ننگ سمجھتے ہیں اور اگر ہم پیروی نہ کریں تو ہم انتہاء پسند ہیں، پھر ہم شدت پسند ہیں، پھر ہم دہشت گرد ہیں، پھر ہمارے مدارس دہشت گردی کے مراکز ہیں۔

یہ ابتلاء کا دور ہے

میرے محترم دوستو! یہ ابتلاء کا دور ہے، نئی اور جعلی نبوت کا دعویٰ مرزائے قادیان نے کیا، تو نیا حکم بھی دیا تھا کہ اب جہاد کا حکم ختم ہوگیا ہے اور آج بھی دنیا میں یہی تحریک چل رہی ہے۔ عالمی میڈیا یا ہو یا ہماری میڈیا، کہ جہاد کے تصور کو دہشت گردی میں تبدیل کر کے ایک شرعی فریضے کو جرم قرار دیا جائے۔ ایک آدمی اگر نماز غلط پڑھتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نماز کی فرضیت کا انکار کردیں؟ ایک آدمی اگر روزہ غلط رکھتا ہے تو کیا ہم روزے کی فرضیت کا انکار کردیں گے؟ ایک آدمی اگر زکوٰۃ غلط ادا کرتا ہے تو کیا زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ کوئی آدمی غلط حج کرتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ حج کی فرضیت کا انکار کردیا جائے؟ اگر کوئی جہاد کو غلط مفہوم دیتا ہے، جہاد کا ایک غلط کردار سامنے آتا ہے اس کا یہ معنی تو نہیں ہے کہ آپ جہاد کی فرضیت کا انکار کردیں۔ آج اگر پورے ملک کے مدارس، تمام مکتب فکر کے مدارس، پورے ملک کے علماء کرام طول وعرض میں پھیلے ہوئے لاکھوں کروڑوں علماء اور طلباء مدارس کا ایک پھیلا ہوا جال، تمام کے تمام بیک آواز تمام مذہبی جماعتیں اور ان کے سیاسی ادارے بیک آواز پاکستان کے قوانین کے ساتھ پاکستان کے آئین کے ساتھ اور اس کے دائرے میں جدوجہد پہ یقین رکھتے ہیں۔

لیکن اگر سو میں دو آدمیوں نے غیر شرعی طریقے سے یا غلط انداز میں بندوق اٹھالی ہے تو ہم نے پورا اسلام دو آدمیوں کے نام الاٹ کر دیا ہے اور یہ لاکھوں کروڑوں علماء اور مذہبی طبقہ ان کے اسلام کی تعبیر ان کو دنیا سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ پورا ملک ہے اس کے طول وعرض میں علماء پھیلے ہوئے ہیں اور الحمدللہ! ہمارے حلقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ علمی رہنمائی میں خدا کا فضل وکرم ہے ہمارے اوپر کہ ہم خود کفیل ہیں۔ اس میدان میں کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس محاذ پر ہم کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہ مشکل صرف ہماری نہیں ہے، یہ مشکل پوری امت مسلمہ کی ہے۔ افغانستان میں جائیں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر کیا حشر کر دیا۔ پورے ملک کو تباہ وبرباد کر دیا۔ عراق کو تباہ وبرباد کر دیا۔ لیبیا کو برباد کر دیا۔ الجزائر اور تیونس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ آج شام میں خانہ جنگی، یمن میں خانہ جنگی اور پورا سعودی عرب اور حرمین اس وقت خطرے میں ہے۔ آج پوری امت مسلمہ کہاں کھڑی ہے؟ کیا امت مسلمہ کے حکمرانوں نے کبھی اس پالیسی کو بھی چھیڑا ہے یا نہیں۔ کبھی اس حوالے سے بھی ہم نے سوچنا ہے یا نہیں۔ ہر شخص اپنی عافیت اسی میں سمجھتا ہے کہ امریکہ بہادر سے ہماری وابستگی اور تعلق میں کوئی فرق نہ آئے اور صورتحال یہ ہے کہ آج برطانیہ کا سابق وزیراعظم علی الاعلان کہتا ہے کہ عراق پر ہمارا حملہ اس پر میں شرمندہ ہوں۔ میں نے خود سعودی عرب میں اعلیٰ پائے کے لوگوں کو اپنے کانوں سے سنا ہے جو کہتے ہیں کہ عراق جنگ میں ہم نے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میں نے کہا اب کیا فائدہ؟ اگلے مستقبل کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا۔ ہمارا آنے والا مستقبل کیا ہے۔ آپ حضرات کوئی زیادہ ناواقف نہیں ہیں کہ آپ کا مستقبل کن کو حوالے کرنے کی طرف کہا جارہا ہے۔ اپنے وفاداروں کے سپرد کرنے جارہے ہیں۔ آپ کا مستقبل جو اس ملک کے لوگ ہیں جو اس ملک سے وفاداری کا حلف اٹھا چکے ہیں، جو اپنے وطن عزیز کے چپے چپے کے وفادار ہیں اور پورے یقین واطمینان کے ساتھ کہتا ہوں اور جنرل راحیل شریف کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ خدا پاکستان پر کڑا وقت نہ لائے۔ اس محاذ پر یہ داڑھی، پگڑی والا نوجوان آپ کے شانہ بشانہ ہوگا۔ ایک سیکولر اور ننگے، پاکستان کا علمبردار پتہ نہیں یہودیوں کے لئے دم دبا کر بھاگیں گے۔ آپ کے شانہ بشانہ نہیں کھڑے ہوں گے۔

میرے محترم دوستو! تو دیکھو، یہ حقائق ہیں پاکستان کے تحفظ، اس کی سرزمین کا تحفظ، اس کی جغرافیائی حدود کا تحفظ، اس کے لئے یہی نوجوان آپ کو مستقبل میں نظر آئیں گے جن پر آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ جن کو آج آپ اس وطن کے مستقبل کا مالک بنانا چاہتے ہیں، جن بیرونی ایجنٹوں کو قوم کا آنے والے حکمران کا خواب دیکھ رہے ہیں اگر ملک پر کڑا وقت آیا تو یہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ آپ کے شانہ بشانہ نہ ہوں گے۔ اپنی سوچ میں تبدیلی لاؤ۔ اپنے تجزیے میں تبدیلی لاؤ۔ سب حقائق کو جانتے ہیں۔ سب صورتحال سے ہم آگاہ ہیں۔

دہشت گرد کون؟

اور میرے محترم دوستو! سمجھ لو کہ تاریخ کا تسلسل نہیں ٹوٹا۔ فرنگی کے دور کے ایجنٹ جنہوں نے ختم نبوت کے قلعے میں نقب زنی کی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تصور کو خاکستر کرنے کی کوشش کی، جہاد کا تصور ختم کرنے کی کوشش کی، میرے اکابرین کو تحریک آزادی کے دوران بھی دہشت گرد کہا گیا، انتہاء پسند کہا گیا۔ آج بھی وہ نظریہ کسی نہ کسی

شکل میں زندہ وتابندہ ہے اور جب انگریز دور کا یہ فتنہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے تو پھر میرے اکابر کی جلائی ہوئی شمع اور چراغ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں زندہ ہے۔ اپنی روشنی پھیلا رہا ہے اور وہ تحریک آج بھی زندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ! زندہ رہے گی۔ صرف دارومدار ہے میرے بھائیو سنو، علماء کرام اور طلباء عظام اور اس وقت کے نوجوانو! سنو، ذرا دارومدار آپ کی اعصابی قوت پر ہے۔ آپ ڈٹ گئے تو کوئی آپ کو غلام نہیں بنا سکتا اور آپ ڈر گئے تو پھر غلامی آپ کا مقدر ہے۔ مذہب کا خاتمہ ہورہا ہے۔ ہم تو اس میدان میں ہیں۔ میں تو آپ کے پاس ان گلی کوچوں سے آتا ہوں جن غلام گردشوں میں ہمیں سنایا جاتا ہے مولوی صاحب اچھے بھلے آدمی ہو، سب چیز جانتے سمجھتے ہو یہ کیا مذہب کا پلو پکڑا ہوا ہے۔ اپنے مذہب کو اپنی سیاست سے الگ کرو۔ تم پاکستان کے حکمران بن جاؤ گے۔ تمہاری یہ داڑھی پگڑی تمہارے راستے میں رکاوٹ ہے۔ اندازہ لگاؤ جب آپ سے مذہب چھینا جائے جب آپ سے تہذیب چھینی جائے گی تو جب یہ دو چیزیں انسان سے چھن جاتی ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ اب وہ غلام بن چکا ہے۔ اس جنگ کا میدان ہے یہ ایک محاذ ہے، جس پہ ہم جنگ لڑ رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھو جنگیں حکمت سے لڑی جاتی ہیں، جدوجہد کے وہ پہلو جس کے مثبت نتائج آپ کے سامنے آتے ہیں اور جدوجہد کے وہ پہلو جس کے منفی اثرات آپ پہ پڑتے ہیں، دونوں کو الگ کرنا ضروری ہوگا۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم جذبات میں آکر جدوجہد کے منفی اثرات کو دعوت دیتے ہیں اور جدوجہد کے مثبت اثرات سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری حکمت صحیح ہو۔ دعوت کا محاذ ہو تو بھی حکمت اور حسن موعظت سے بھرا ہو۔ گالم گلوچ سے اور بے ڈھنگے انداز سے تحریکیں نہیں چلا کرتیں۔ شائستگی کے ساتھ ہو۔

ختم نبوت کا پلیٹ فارم

آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آج جن روز وشب سے ہم گذر رہے ہیں بحمداللہ! مجموعی طور پر ملک کے اندر ایک ہم آہنگی اور یکجہتی کی فضاء موجود ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے اندر بھی، ان کی سیاسی جماعتوں کے اندر بھی، مدارس کی سطح پر بھی ایک اچھا ماحول اس وقت موجود ہے اور یہ بھی ایک واضح بات ہے کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس میں تمام مکاتب فکر جمع ہوسکتے ہیں۔ بیس پچیس سال کے تعطل کے بعد ہمیں اب دوبارہ اس طرف بڑھنا پڑ رہا ہے تو ہم پوری قوم کو پوری امت کو اس اسٹیج پر اکٹھا کرسکتے ہیں۔ ہم جب کہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قانون سازی ہو۔ اسلامی قانون سازی کے لفظ سے ہمارے ملک کے مسلمان سیاستدان گھبرا جاتے ہیں۔ یا اللہ! یہ دن بھی دیکھا تھا جب اپنا مسلمان لفظ اسلام سے گھبرا جاتا ہے اور جب آپ ان سے پوچھتے ہیں تو سیدھا کہتے ہیں اچھا...... آپ اس اسلام کی بات کرتے ہیں جس میں گردنیں کٹتی ہیں، انسان ذبح ہوتے ہیں، بابا یہ سب ہم انسانوں کو ذبح کرنے والے ہیں۔ کم بخت ہمیں نہیں دیکھ رہے؟ ہم پارلیمنٹ میں نہیں بیٹھے آپ کے ساتھ؟ ہم دلیل کے محاذ پہ بات نہیں کررہے؟

لیکن میرے محترم دوستو! مغربی دانشوروں نے...... جو کتابیں لکھی ہیں، برملا اعتراف کیا ہے انہوں نے کہ ہمارے لئے سب سے خطرناک وہ مسلمان ہے جو دلیل کے محاذ پر ہمارا مقابلہ کرے۔ سب سے زیادہ خطرناک وہ

مولوی ہے...... اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں جنگ یہ آپ کی ضرورت ہے، ہماری ضرورت نہیں۔ بلکہ میں تو اس جنگ کے بارے میں اور نظریہ رکھتا ہوں۔ جنگوں میں عام طور پر برابر کی قوتیں ایک دوسرے کے سامنے آتی ہیں۔ اسلامی دنیا کا، امریکہ اور یورپ سے کیا مقابلہ۔ کیا اقتصادی طور پر ہم ان کے اقتصاد کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟ کیا دفاعی قوت کے اعتبار سے ہم ان کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟ جہاں پیسہ بھی ہم ان سے قرضہ لیتے ہیں، جہاں اسلحہ بھی ہم ان سے قرضہ لیتے ہیں تو ہمارا دماغ خراب تھا کہ ہم جنگ شروع کریں ان کے ساتھ؟ اسلامی دنیا کو کیا پڑی ہے؟...... کہ جب جنگ کے لئے جو ضرورتیں ہوتی ہیں مادی ضرورتیں، کبھی وہ جنگ شروع نہیں کرتا، لیکن ہم پہ جو جنگ مسلط کی گئی ہے کیوں مسلط کی گئی ہے؟ یہ جنگ تو ۱۹۹۳ء کے بعد شروع ہوئی۔ ۲۰۰۱ء کے بعد نہیں۔ جب ۱۹۹۲ء میں سویت یونین ٹوٹ چکا اور اشتراکی نظام کا خاتمہ ہوگیا، شکست کا شکار ہوگیا۔ مغرب کی سرمایہ داریت اور اس کا سرمایہ دارانہ نظام، فاتح بن گیا، پوری دنیا پر اپنا نظام مسلط کرنے کے لئے ظاہر ہے کہ اب اس کے لئے میدان کھلا رہ گیا۔ آپ کو سمجھ میں آرہی ہے بات؟

اور جنگ تو آپ کی شروع ہوچکی تھی ایشاء کے ساتھ، ایشاء اپنے اقتصادی حجم بنارہا تھا۔ ۹۶، ۱۹۹۷ء میں آئی. ایم. ایف نے ورلڈ بینک میں قرضہ دینے والے اداروں نے ہاتھ کھینچ لئے۔ ایشاء کی ساری اقتصادی عمارت گر گئی اور آپ کو یاد ہو ہم اس وقت کہا کرتے تھے ایک ملائشیا ہے اور اس کا مہاتیر محمد ہے جس نے اپنے ملک کی معیشت کو بچایا ہے۔ یاد ہے نا آپ کو؟ یہ وہ جنگ تھی، لیکن نائن الیون کے بعد! اب پوری دنیا کی اقتصاد پر قبضہ کرنا، ان کے وسائل پر قبضہ کرنا اور چونکہ اسلامی دنیا، یہ مشرقی ایشاء، جنوب ایشیاء، وسط ایشیاء اور افریقہ کے دروازے پر بیٹھی ہوئی قوم ہے۔ لہٰذا ان کے دروازوں پر براہ راست مغرب آکر قبضہ کرے، وسائل پر قبضہ کرے اور دنیا سے کہے کہ ان کے ڈکٹیٹروں کو ہٹا رہے ہیں، ہم تو دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ جنگ آپ کے ایشیاء کے ساتھ، جنگ آپ کی اقتصادی اور مسلط کردی آپ نے دہشت گروں کے نام پر اسلامی دنیا کے اوپر۔ سو اب یہ جنگ جاری ہے اور جب تک یہ جنگ جاری ہے تو جنگ آپ کی ضرورت ہے۔ ہماری ضرورت نہیں۔ ہم امن چاہتے ہیں۔ ہم امن کے علمبردار ہیں۔ ہم امن کی قدر وقیمت کو جانتے ہیں۔ کیونکہ مجھے اپنا ایمان کہتا ہے کہ میری بنیاد امن ہے۔ مجھے اسلام کہتا ہے کہ میری بنیاد سلامتی ہے۔

مسلمان امن وسلامتی کا علمبردار ہے

لیکن انہوں نے ہم پہ جنگ مسلط کردی اور آپ جانتے ہیں کہ جب تک دنیا میں اشتراکی نظام تھا، دنیا میں جنگ نظریاتی تھی۔ نظریہ کسی بھی سیاسی جماعت کی شناخت ہوا کرتا تھا۔ آج نظریات کی سیاست ختم ہوگئی۔ مفادات اور سرمائے کی سیاست ہے۔ لہٰذا ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۶ء کے بعد پوری دنیا میں اور ہمارے ملک میں بھی آپ نے دیکھا۔ اب جس سیاسی مخالف پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے یہ کہہ کر نہیں کہ آپ حکومت کی مخالفت کیوں کرتے ہیں بلکہ یہ کہہ کر کہ تم کرپٹ ہو۔ اب اپنے سیاسی مخالف کو گرفتار کیا جاتا ہے تو اس بنیاد پر کہ آپ کرپٹ ہیں۔ ایوب خان کے زمانے میں لوگ جیلوں میں تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں لوگ جیلوں میں تھے۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں لوگ جیلوں میں تھے۔ کہا جاتا تھا کہ یہ سیاسی لوگ ہیں۔ یہ سیاسی قیدی ہیں۔ لیکن جنرل مشرف آیا۔ اب ٹرینڈ

بدل گیا۔ اب جس مخالف کو گرفتار کیا جائے گا یہ کرپٹ ہے۔ اس نے چوری کی تھی۔ اب ان کو چوریاں نظر آ گئیں اور جب نائن الیون ہوگیا اب مذہبی آدمی مخالفت کرتا ہے تو پھر کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہے، انتہاء پسند ہے۔ اس کو بھی بطور حربہ کے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی کڑا ایک وقت ہے کہ ہم اور آپ اپنے نظریاتی شناخت کو زندہ اور تابندہ رکھ سکے ہیں۔ لہٰذا آج اگر مغربی دنیا مذہبی حوالے سے، قادیانیت کی پشت پناہی کر رہی ہے اور تہذیبی حوالے سے بھی ان کے ایجنٹ پوری دنیا میں کام کر رہے ہیں تو پھر ہمیں اور آپ کو سوچنا ہوگا ہم اور آپ کم از کم یکسو ہو جائیں۔ ہمارا اور آپ کا ذہن کم از کم ان حقائق کو تو تسلیم کر لے، کہ جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں۔ ہم تو کئی سالوں سے آپ کو کہہ رہے ہیں۔ لیکن اپ کو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اب تو گھر کی گواہیاں سامنے آ گئی ہیں۔ **شھد شاھد من اھلھا** (سب ہنسنے لگے) آج تو اہلیہ بھی نہیں ہے۔ اہل کے علاوہ اہلیہ بھی نہیں ہے۔

حالات کو پہچانو

تو بہر حال! بارش کو دور بادلوں میں سمجھ لیا کرو۔ آپ پر جب برستی ہے تب بھی مشکل سے یقین کرتے ہو بارش ہے بھی یا نہیں اور اگر ہم پہلے سے بھانپ لیتے ہیں اور آپ کو بتا رہے ہوتے ہیں، آپ کو یقین نہیں آ رہا ہوتا۔ آج ہم پھر آپ سے کہنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اسی صوبہ پنجاب میں مدارس پر چھاپے ہیں، مدارس کے مہتممین کے پاس ایک فارم آیا کہ آپ یہ پر کر دیں تو جب میں نے پڑھا تو میں نے کہا کہ جیل کے قیدی کو بھی یہ فارم نہیں دیا جاتا۔ جیل کے قیدیوں سے بھی یہ تفصیلات نہیں پوچھی جاتیں جواب مدارس کے شریف طبقے سے یعنی علماء سے پوچھتے ہیں اور ہم نے واضح طور پر کہا کہ ہمیں اس طرح کے فارم قبول نہیں ہیں۔ ہم پاکستان میں کسی قیمت پر بھی ذلت کی زندگی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ (نعرے قائد کی شان میں) جو عزت کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم اور پروفیسر کو حاصل ہے، میں کسی بھی طرح میں دینی مدرسے کے طالب علم اور اس کے استاد کی عزت کو کم نہیں سمجھتا۔ جو عزت ہمارے ملک کے بیوروکریٹس کو دی جاتی ہے، خوانین اور وڈیروں کو دی جاتی ہے میں کسی ملک کے ادنیٰ طالب علم اور ادنیٰ عالم دین کی عزت کو اس سے بہت زیادہ سمجھتا ہوں۔ سر اٹھا کر چلو علماء حضرات! یہ پگڑیاں آپ نے پہنی ہوئی ہیں۔ سر اٹھا کے چلنے کے لئے پہنی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے سر جھکا کے چلنے کے لئے نہیں پہنی ہوئی۔

میرے محترم دوستو! علماء ہیں آئے روز ان کے خلاف فورشیڈول لگائے جاتے ہیں۔ کون لگاتا ہے؟ ایک ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر، یہ بیوروکریٹ وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں ملک کا وفادار ہوں۔ معاشرے کا وفادار ہوں یا نہیں۔ میری وفاداری کا امتحان مت لو۔ میں آپ کی وفاداری کا امتحان لوں گا تم کتنے پاکستان کے وفادار ہو۔ آئین مجھے حق دیتا ہے اظہار رائے کا، آئین مجھے حق دیتا ہے تنقید کا، تم فورشیڈول کے ذریعے میری زبان بندی کر رہے ہو؟

میرا عالم دین اب مسجد میں خطبہ نہیں دے سکے گا۔ اب مدرسے میں جا کر درس نہیں دے سکے گا۔ اب قرآن نہیں پڑھا سکے گا۔ درس قرآن نہیں دے سکے گا۔ درس حدیث نہیں دے سکے گا۔ جمعے کا خطبہ نہیں دے سکے گا۔ مہتمم مدرسے کے دفتر میں نہیں جا سکے گا۔ اس جمہوریت کے لئے ہم نے قربانیاں دی تھیں؟ اس کے بعد بھی آپ

حکمران خود کو جمہوری لوگ کہتے ہو؟ اور میں نے میاں صاحب کو کہا ہے۔ میاں صاحب! اس لئے آپ نے آٹھ نو سال جدّے اور لندن میں گذارے تھے؟ کہ پنجاب میں یہ جمہوریت آپ نے ہمیں دینی ہے۔ جب علماء آپ کا ساتھ دے رہے تھے، مذہبی تنظیمیں آپ کا ساتھ دے رہی تھیں، آج ان کے احسان کا بدلہ یوں چکار ہے ہو؟ دہشت گردی ختم کرنی ہے؟ مجھے بلالونہ؟ مجھے بلالو مجھ سے پوچھ لو، میں تمہیں انگلی اٹھا اٹھا کے بتاؤں گا۔ یہ دہشت گرد ہے یہ تنظیم یہ تنظیم یہ تنظیم۔ وہ تو آپ کے پروں کے نیچے پل رہے ہیں اور مدرسے کے اندر ایک مولوی صاحب اور ایک طالب علم کے بارے میں کہیں رپورٹ آ گئی ہے پورے ادارے کی تذلیل وتوہین کرنا یہ تمہاری ذمہ داری ہوگئی ہے؟ منظم اور مسلح تنظیمیں آپ کی نگرانی میں آپ کے پاکستان میں مصروف عمل ہیں۔ مدرسوں میں تم دہشت گرد ڈھونڈ رہے ہو؟ میں جتھوں کے جتھے آپ کو بتاؤں گا مجھے بلاؤ تو سہی ذرا۔ (نعرے قائد کی شان میں) تو میرے محترم دوستو! یہ ابتلاء کا دور ہے جو گذر رہا ہے۔ ہمارے اندر استقامت ہونی چاہئے۔ ہمارے اعصاب کی جنگ ہے اور انشاءاللہ! مضبوط اعصاب سے ہم نے یہ جنگ جیتنی ہے۔ انشاءاللہ!

انشاءاللہ کس نیت سے کہہ رہے ہو؟ مجھے روایت میں شک ہوجاتا ہے۔ سب کچھ اللہ کی مشیت سے ہے۔ دعا کرو، اللہ ہمیں توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! کہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہم عاجز ہیں اللہ کے سامنے، ہم اللہ کے سامنے ہاتھ بلند کرتے ہیں اپنے عجز کے ہاتھ بلند کرتے ہیں کہ الہ العالمین! یہ تیرے چند بندے آپ کے دین کا نام لیتے ہیں۔ اس چھوٹے سے جتھے کی حفاظت فرما (آمین) اس دور میں یہ غنیمت ہے ہماری خطاؤں کو مت دیکھ یا اللہ! اپنی شان کے مطابق معاملہ فرما۔ ہمارے دلوں کی دنیا کو سیدھا کرنے والا تو ہے، ان قلوب بنی آدم بین اصبعی الرحمن یقلبها کیف یشاء توان حالات میں اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ یہ مسلمان کا ایک لازمی فرض بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تائید سے سرفراز فرمائے۔ (آمین) اور جس محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کام کررہی ہے انشاءاللہ! ہمیں قدم بہ قدم میدان میں اپنا کارکن تصور کرے۔ انشاءاللہ! اس محاذ پر ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔ یہ ہمارے ایک ساتھی ہیں۔ ان کے ماموں صاحب وفات پاگئے ہیں ان کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین!

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد وسیم اسلم

ہر انسان کو اپنے مذہب سے دلی لگاؤ ہوتا ہے۔ اپنے اکابرین پر فخر ہوتا ہے اور ناز ہوتا ہے۔ اپنے بزرگوں کے واقعات اور کارنامے سن کر اور پڑھ کر جذبات میں وجد آجاتا ہے۔ انسان کی اپنی عملی زندگی میں بھی ابھار پیدا ہونے لگتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے راہ حق میں مصائب وآفات کو کیسے برداشت کیا۔ اس لئے اپنے اکابرین، اسلاف اور بزرگوں کے واقعات اور کارناموں سے باخبر ہونا انسان کی عملی زندگی میں ترقی کا موجب ہے۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک وہ اپنے اکابرین کے کارناموں سے باخبر نہ ہو۔ اگر حال کا ماضی کے ساتھ ربط موجود نہ ہو تو پھر حال کا مستقبل کے ساتھ کبھی ربط قائم نہیں رہ سکتا۔ ہمارے وہ اکابرین جن کی زندگیاں اس امت کے لئے مشعل راہ ہیں ان میں سے ایک بزرگ امام احمدؒ ہیں جنہیں لوگ امام احمد بن حنبلؒ کے نام سے جانتے ہیں۔

امام صاحب کا نام ونسب

امام موصوف کا نام احمد، والد کا نام محمد اور دادا کا نام حنبل بن ہلال ہے۔ آپ خالصتاً عربی تھے، عجمی تھے نہ آپ کے حسب ونسب میں کوئی کھوٹ تھی۔ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے شیبانی ہیں۔ جو نزار بن معد بن عدنان کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے جا کر ملتا ہے۔

وفات وولادت

مشہور ومعروف قول کے مطابق آپ کی ولادت ربیع الاوّل ۱۶۴ھ میں ہوئی۔ آپ نے ۷۷ برس کی عمر پائی۔ ۹ دن بیمار رہنے کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل ۲۴۱ھ کو آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ جمعہ کے دن بغداد کی سرزمین سے آپ کا جنازہ اٹھا اور تدفین وتکفین کا عمل پیش آیا۔ یہ دن صرف بغداد کی تاریخ میں خصوصیت کا حامل نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ میں یادگار دن ہے۔ آپ کے جنازے میں لوگ جوق در جوق شامل ہوئے۔ ایک جم غفیر نے اس جنازہ میں شرکت کی جس کی تعداد آٹھ لاکھ سے کسی طرح کم نہ تھی۔ کیونکہ جب آپ کی وفات ہوئی تب آپ کی شہرت حدود عراق سے نکل کر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی تھی۔

علم وعمل

امام صاحب کی نشوونما بغداد میں ہوئی۔ یہیں پر انہوں نے تربیت کے مدارج طے کئے۔ سب سے پہلے حفظ قرآن کی طرف توجہ کی اور بہت جلد قرآن مجید کو اپنے سینے میں محفوظ کیا۔ اس سعادت کے باعث امانت اور تقویٰ کا ایسا جوہر ان میں پیدا ہوا جو بچپن سے لے کر لڑکپن تک، لڑکپن سے جوانی اور پھر جوانی سے بڑھاپے تک پورے جمال وکمال کے ساتھ قائم رہا۔ ابتدائی تعلیم بغداد سے حاصل کی۔ اس کے بعد امام صاحبؒ نے ۱۸۶ھ میں

بسلسلہ طلب حدیث اپنے سفر کا آغاز کیا اور بصرہ، کوفہ، مکہ، مدینہ، یمن، مصر، شام وغیرہ کے نامور محدثین سے استفادہ کیا۔ حجاز مقدس کا سفر پانچ مرتبہ کیا۔ سب سے پہلے حجاز مقدس کا سفر ۱۸۷ھ میں کیا۔ اسی سفر میں امام شافعیؒ سے ملاقات ہوئی اور سفر کا جو اصل مقصد تھا وہ پورا ہوا۔ یعنی حدیث ابی عینیہ کا حصول، فقہ شافعیؒ اس کے اصول، قرآن میں ناسخ اور منسوخ کا بیان۔ ایسی کئی چیزیں معلوم کیں۔ اپنے دور کے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ آپ امام شافعیؒ کے شاگرد تھے۔ اپنے زمانے کے مشہور ائمہ حدیث میں آپ کا شمار تھا۔ آپ نے ''مسند'' (مسند احمد بن حنبلؒ) کے نام سے حدیث کی ایک کتاب تالیف کی جس میں تقریباً چار ہزار (۴۰۰۰) احادیث کو جمع کیا۔ اس کتاب کی ترتیب وتبویب آپ کی زندگی میں نہ ہوسکی۔ بعد میں آپ کے صاحبزادہ امام عبداللہ بن احمدؒ نے کی۔ امام شافعیؒ کی طرح آپ کی مالی حالت بھی کمزور تھی۔ لوگ آپ کو بے شمار تحائف اور ہدیے پیش کرتے۔ لیکن آپ اپنے اوپر اس میں سے کچھ بھی صرف نہ کرتے بلکہ سارا مال راہ حق میں لٹا دیتے۔

امام صاحب اور عقیدہ خلق قرآن

قرآن مجید کے متعلق اس بحث کا آغاز عباسی دور میں ہوا کہ قرآن مخلوق ہے یا قدیم؟ معتزلہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔ قرآن قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ نبی کریم ﷺ پر معانی کا القاء ہوتا اور آپ انہیں الفاظ کا جامہ پہناتے تھے۔ جب کہ علماء اہل سنت اور عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید چونکہ کلام الٰہی ہے اس لئے قدیم ہے۔ مسئلہ خلق قرآن معتزلہ نے پیدا کیا اور وہ قرآن کو غیر مخلوق سمجھنے والوں کو مشرک قرار دیتے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے یہ کہا کہ: ''قرآن مخلوق ہے'' وہ جعد بن درہم تھا۔ عہد اموی کا ایک فرد تھا۔ اسے عید الاضحیٰ کے دن کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کے سامنے اس حالت میں لایا گیا کہ مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ عید کی نماز کا وقت ہوچکا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے نماز سے فراغت کے بعد ایک خطبہ دیا۔ (جس کی تفصیل ''سراج العیون ص۱۵۶'' میں موجود ہے)

امام صاحب پر ابتلاء کا دور

عباسی خلفاء کے دور میں جو نئے نئے اور بے بنیاد مسائل وعقائد پیدا ہوئے ان مسائل میں معتزلہ کا ایجاد کردہ ''خلق قرآن'' کا عقیدہ بھی سرفہرست تھا۔ یہی عقیدہ امام احمد بن حنبلؒ پر ابتلاء کا اصل سبب بنا۔ معتزلہ کی تحریک خلیفہ ہارون رشید کے دور سے شروع ہوگئی تھی۔ لیکن ہارون رشید ان لوگوں میں نہ تھا جو عقائد کے معاملات میں ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا۔ معتزلہ کا فتنہ خلافت عباسیہ کے تین عہدوں میں کثرت سے رہا۔ (۱) خلیفہ مامون رشید۔ (۲) خلیفہ معتصم باللہ۔ (۳) خلیفہ واثق باللہ۔

عہد مامون الرشید

مامون رشید کا اصل نام عبداللہ تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا۔ اپنے بڑے بھائی امین الرشید کے بعد ۶؍صفر ۱۹۸ھ کو تخت نشین ہوا۔ یہ دور معتزلی خیالات کے شباب کا زمانہ تھا۔ معتزلہ کا کہنا تھا کہ قرآن لفظاً ومعناً مخلوق ہے۔ مامون نے اس نظریہ کی تائید کی۔ مامون الرشید نے ۸؍رجب المرجب ۲۱۸ھ کو وفات پائی اور طرطوس میں دفن

ہوا۔ (تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطیؒ) مامون الرشید کے دور میں عقیدہ خلق قرآن کو کفر وایمان کا معیار بنادیا گیا اور خود مامون اس مسئلہ کا پرجوش داعی اور مبلغ بن گیا۔ ۲۱۸ھ میں والی بغداد اسحاق بن ابراہیم کے نام ایک مفصل فرمان بھیجا۔ جس میں عامتہ المسلمین اور بالخصوص محدثین کرامؒ کی سخت مذمت اور حقارت آمیز تنقید کی۔ خلق قرآن کے عقیدہ سے اختلاف کرنے پر ان کو توحید میں ناقص، مردود الشہادۃ، ساقط الاعتبار قرار دیا۔ حاکم کو حکم دیا کہ جو لوگ اس مسئلہ کے قائل نہ ہوں ان کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا جائے اور خلیفہ کو اس کی اطلاع کی جائے۔ مامون کے اس فرمان کی نقلیں تمام اسلامی صوبوں کے گورنروں کو بھیجی گئیں۔ بغداد سے امام صاحبؒ سمیت محدثین کی ایک جماعت نے خلق قرآن کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان کو گرفتار کر لیا گیا اور ان کو مامون کے پاس بھیج دیا گیا۔ مامون نے ان سے خلق قرآن کے متعلق سوال کیا۔ ان سب نے اس پر اتفاق کیا تو ان سب کو بغداد واپس بھیج دیا گیا۔ مگر چار ائمہ حضرات نے خلق قرآن کو تسلیم نہ کیا اور اپنی رائے (عدم خلق قرآن) پر قائم رہے۔ یہ چار حضرات امام احمد بن حنبلؒ، امام محمد بن نوح، سجادہ اور قواریری تھے۔ دوسرے دن سجادہ اور پھر تیسرے روز قواریری نے بھی اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ صرف امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمد بن نوح باقی رہے۔ ان دونوں کو ابھی مامون کے سامنے پیش نہیں کیا گیا تھا کہ مامون رشید کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ ان دونوں کو بھی بغداد واپس بھیج دیا گیا۔ راستے میں محمد بن نوح کا انتقال ہوگیا اور امام احمد بن حنبلؒ تنہا بغداد پہنچ گئے۔ اس کے بعد دوسرا دور مامون کے چھوٹے بھائی معتصم باللہ کا شروع ہوا۔

عہد معتصم باللہ

مامون کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ اس کا جانشین مقرر ہوا۔ معتصم باللہ کو آٹھ کے عدد سے خاص لگاؤ رہا۔ مثلاً وہ ۸/شعبان ۱۸۰ھ کو پیدا ہوا۔ اپنے خاندان کا آٹھواں حکمران تھا۔ ۲۱۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۸ جنگوں میں حصہ لیا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ۸ محل تیار کروائے۔ اس کے ۸ بیٹے اور ۸ بیٹیاں تھیں۔ ۸ ہزار غلام اس کے محل میں رہتے تھے۔ ۸ سال اور ۸ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۴۸ سال کی عمر میں ۱۹/ربیع الاوّل ۲۲۷ھ کو انتقال کیا۔ انتقال کے وقت حکومت کے خزانے میں ۸۰ ہزار درہم اور ۸۰ لاکھ دینار چھوڑے۔ (تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطیؒ)

معتصم باللہ کے دور میں بھی یہ فتنہ عروج پر رہا۔ مامون رشید نے اپنے اس جانشین کو وصیت کی تھی کہ وہ خلق قرآن کے مسئلہ پر سختی سے پابند رہے۔ اس کی پالیسی پر عمل کرے اور قاضی ابن داؤد کو بدستور اپنا مشیر اور وزیر بنائے رکھے۔ چنانچہ معتصم باللہ نے ان وصیتوں پر پورا پورا عمل کیا۔ اب مسئلہ خلق قرآن کی مخالفت اور عقیدہ صحیحہ کی حمایت اور حکومت وقت کے مقابلہ کی ذمہ داری تنہا امام احمد بن حنبلؒ کے سر تھی۔ وہ محدثین کے امام اور سنت وشریعت کے اس وقت امین تھے۔ امام صاحبؒ کو بیڑیاں پہنا کر معتصم کے سامنے پیش کیا گیا۔ امام صاحب کو ۲۸ کوڑے مارے گئے۔ ایک جلاد آتا وہ صرف دو کوڑے مارتا اور چل دیتا۔ پھر دوسرا تازہ دم جلاد آتا اور صرف دو کوڑے لگاتا۔ معتصم آنے والے جلاد کو حکم دیتا کہ پوری قوت سے کوڑا لگاؤ۔ امام صاحبؒ ہر کوڑے پر فرماتے: ''اعطونی شیٔ من کتاب اللّٰہ او سنۃ رسولہ حتی اقول بہ'' میرے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں اس کو تسلیم کرلوں۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں میرے حواس جاتے رہے۔ جب میں ہوش میں آیا تو

دیکھا کہ میری بیڑیاں کھول دی گئی ہیں۔ حاضرین میں ایک شخص نے کہا کہ ہم نے تم کو اوندھے منہ گرادیا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو کچھ احساس نہیں ہوا۔ بہرحال امام صاحبؒ نے اسی مسئلہ کی خاطر مدتوں قید وبند اور سختیاں جھیلیں۔ اپنی عمر کا ایک طویل حصہ جیل کی تنگ وتاریک کوٹھریوں میں بسر کیا۔ طرح طرح کی اذیتیں پہنچتی رہیں لیکن امام صاحبؒ عزم وایمان کے جبل ثابت ہوئے۔ ایک انچ بھی اپنے مقام سے نہ سرکے۔ بلکہ حق پہ جئے اور حق پہ موت آئی۔ ’’قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید‘‘ کا مصداق اتم بنے رہے۔ معتصم کے دربار میں تین دن تک مناظرہ ہوتا رہا اور تینوں دن قائل خلق قرآن لاجواب ہوتے رہے۔ معتصم نے امام صاحبؒ کو جیل سے رہا کر کے (امام صاحبؒ کے) گھر پر نظر بند کردیا اور نقل وحرکت پر پابندی لگادی۔ اس کے بعد معتصم کے بیٹے واثق باللہ کا دور عہد شروع ہوا۔

خلیفہ واثق باللہ

معتصم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا واثق باللہ خاندان عباسی کا نواں خلیفہ مقرر ہوا۔ اس نے تقریباً پونے چھ سال حکومت کی۔ یہ بڑا عالم، فاضل اور صاحب بصیرت تھا۔ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں انتقال ہوا۔ (تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطیؒ) مامون اور معتصم کے دور کے بعد تیسرا دور جس میں خلق قرآن کا فتنہ موجود رہا وہ اسی واثق باللہ کا دور ہے۔ یہ فتنہ اس عہد میں بھی رہا۔ لیکن اس میں کچھ کمی آ گئی تھی۔ امام احمد بن حنبلؒ اس کے دور میں بھی نظر بند رہے۔ واثق باللہ کے دور میں ایک سفید ریش بزرگ خلیفہ کے پاس آیا اور درباری معتزلی عالم ابن ابی داؤد سے مناظرہ کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے اجازت دے دی تو اس بزرگ نے ابن ابی داؤد سے کہا: ’’میں ایک سادہ سی بات کہتا ہوں جس بات کی طرف نہ اللہ کے رسول نے دعوت دی اور نہ خلفائے راشدین نے۔ تم اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہو اور اسے منوانے کے لئے زبردستی سے کام لیتے ہو۔ اب دو ہی باتیں ہیں، ایک یہ کہ ان جلیل القدر ہستیوں کو اس مسئلہ کا علم تھا لیکن انہوں نے سکوت اختیار فرمایا تو تمہیں بھی سکوت اختیار کرنا چاہئے اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ ان کو علم نہ تھا تو اے گستاخ ابن گستاخ! ذرا سوچ جس بات کا علم نہ اللہ کے رسول کو تھا اور نہ خلفائے راشدین کو ہوا تو تمہیں کیسے اس کا علم ہوگیا؟ ابن ابی داؤد سے اس کا کچھ جواب نہ بن سکا۔ واثق باللہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ وہ زبان سے بار بار یہ فقرہ دہراتا تھا کہ جس بات کا علم نہ اللہ کے رسول کو ہوا نہ خلفائے راشدین کو ہوا اس کا علم تجھے کیسے ہوگیا؟ مجلس برخاست کردی گئی۔ خلیفہ نے اس بزرگ کو عزت واحترام سے رخصت کیا اور اس کے بعد امام احمد بن حنبلؒ پر سختیاں بند کردیں۔‘‘

واثق باللہ کی وفات کے بعد اس کا چھوٹا بھائی المتوکل تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے امام احمد بن حنبلؒ کی نظر بندی ختم کردی۔ خلیفہ المتوکل امام صاحبؒ کی بہت قدر اور احترام کرتا تھا۔ ان سے معاملات سلطنت اور اہم امور میں مشورے طلب کرتا۔ مال ودولت اور انعام واکرام سے مالا مال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن امام صاحبؒ نے کبھی بھی اس کا کوئی تحفہ قبول نہ کیا۔ خلیفہ المتوکل ۳ شوال ۲۴۷ھ کو ایک ترک کے ہاتھوں قتل ہوا۔ عباسی خاندان کا یہ پہلا قتل تھا۔ اس طرح امام احمد بن حنبلؒ کی بے نظیر استقامت اور ثابت قدمی کی وجہ سے اس فتنہ خلق قرآن کا ہمیشہ کے لئے سدباب ہوا اور آپؒ کی محبت اہل سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شعار اور علامت بن گئی۔

تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی سپوت ...... مولانا عبدالغنی شاہجہاں پوریؒ

قسط نمبر:3 شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند

تصانیف

تعلیم سے فراغت کے بعد جب آپ دہلی سے شاہجہاں پور آئے تو اسی دور کی بات ہے کہ شہر شاہجہاں پور اور اطراف میں بدعات وخرافات نے مکروہ سے مکروہ شکل اختیار کر رکھی تھی، جگہ جگہ اہل بدعت کا غلغلہ تھا، اہل تشیع بدعات وخرافات کے سہارے سیدھے سادے مسلمانوں کے دین وایمان کو غارت کرنے میں اپنا کرشمہ دکھا رہے تھے، پھر موقع کی نزاکت سے بھلا قادیانی کیوں نہ فائدہ اٹھاتے! چنانچہ بدعات وخرافات اور اہل تشیع کی خرمستیوں سے شہ پاکر قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں بھی شباب کو پہنچ رہی تھیں؛ یہاں تک کہ قادیانی پنڈت، مسلمانوں کی شکل وصورت اپنا کر مسلمانوں کی مساجد پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ یہ دور مرزا قادیانی کے دوسرے نمبر کے جانشین مرزا محمود کی گدی نشینی کا تھا جس نے انگریزی حکومت کے تعاون اور ساز باز سے مسلمانوں کے درمیان انتشار وافتراق پیدا کرنے اور قادیانی فتنہ کو بڑھاوا دینے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا، انگریزی تعاون کے سہارے قادیانی اپنی قوت اور تعداد سے کئی گنا زیادہ اکڑفوں دکھاتے پھرتے تھے۔ ان نامساعد حالات میں رسوم و بدعات اور قادیانی فتنہ کے خلاف علمی اور عملی محاذ قائم کرنے میں حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ نے اپنی پوری زندگی وقف کردی؛ اپنے ستودہ صفات قلم کے ذریعہ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا کے لئے تابندہ ودرخشندہ باب ہیں۔ کتابی شکل میں رد بدعت میں ''الجنۃ لاہل السنۃ'' اور رد قادیانیت میں ''ہدایۃ المُمتری عن غوایۃ المُفتری'' زندہ وجاوید آپ کا علمی ورثہ ہیں جن سے ان موضوعات کا کوئی اہل علم مستغنی نہیں ہوسکتا۔ ان دونوں کتابوں کو اپنے اپنے فن میں متن کا درجہ حاصل ہے۔ آپ کی ایک تیسری کتاب ''حقوق الزوجین'' بھی ہے جو اصلاح معاشرہ کے موضوع پر مقبول خاص وعام ہے۔ ان تصانیف کے علاوہ آپکے فتاویٰ کا غیر مطبوعہ مجموعہ بھی دو جلدوں میں دستیاب ہوا ہے جو مدرسہ امینیہ کے محافظ خانہ میں محفوظ ہے جیسا کہ ماسبق میں ذکر کیا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اس موقع پر اگر خیر مجسم جناب الحاج سعید احمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ تاجر شہر شاہجہاں پور کا ذکر نہ کیا جائے کہ موصوف کی ہی خواہش وایماء پر یہ کتابیں وجود میں آئیں اور آپ نے نہ صرف یہ کہ اہل علم کی قدردانی کا حق ادا کردیا بلکہ بصرف زر کثیر ان کتابوں کو شائع کرکے اس طرح عام کردیا کہ اہل بدعت اور قادیانیوں کے لئے ممکن نہیں کہ اس پیرایۂ بیان میں جواب لکھ سکیں۔

کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ

کتاب ''ہدایۃ المُمتری'' کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ

مرقدہ نے نہ صرف یہ کہ بے حد پسند فرمایا بلکہ اس کا نام بھی آپ نے تجویز فرمایا اور اس موقع پر جو خط لکھا وہ حسب ذیل ہے۔ خط کے مضمون سے واضح ہے کہ مسودہ تیار ہونے کے بعد حضرت تھانویؒ کو مضامین کی اطلاع دی گئی اور مسودہ بھیجے بغیر نام تجویز کرنے کی درخواست کی گئی تھی ۔ بظاہر لگتا ہے کہ یہ درخواست حضرت مفتی کفایت اللہ (ثالث) رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہوگی کیوں کہ مفتی صاحب، حضرت مفتی عبدالغنی صاحبؒ کے خصوصی اور محبوب شاگرد تھے استاذ وشاگرد کے درمیان گہرا ربط تھا، اسی وجہ سے حضرت موصوف کے نام خلافت نامہ تحریر کرنے کی ضمن میں حضرت تھانویؒ نے کتاب کا نام تجویز فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے، حضرت تھانویؒ اپنے معتمد علیہ مسترشد حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ (ثالث) کے نام گرامی نامہ میں لکھتے ہیں:

''السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ مولانا (عبدالغنی صاحب) کی سعی کو قبول فرمائے اور کتاب کو نافع فرمائے۔ بے دیکھے نام رکھنا ہے مشکل، مگر سوچ کر لکھ دوں گا۔ نئی بات یہ ہے کہ کئی روز سے بے ساختہ قلب میں وارد ہورہا ہے کہ توکلا علی اللہ ورجاء لنفع عباد اللہ آپ کو بیعت وتلقین کی اجازت دے دوں، اگر کوئی طالب حق اس کی درخواست کرے قبول کرلیں اور اپنے خاص احباب کو اس کی اطلاع کردیں، اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔ اشرف علی ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ م ۳ مئی ۱۹۳۵ء یوم جمعہ۔

اب نام خیال میں آ گیا ہدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری۔ ہدایت کے صلہ میں ''عن'' تضمین مع ابعاد کی وجہ سے کما فی قولہ تعالیٰ ''وما انت بھادی العمی عن ضلالتھم'' ممتری یعنی شک ومتردد۔ مفتری خود مرزا۔ اس میں کوئی کلمہ اشتعال انگیز نہیں''۔

واضح رہے کہ بہت بعد میں اسی کتاب کا دوسرا وضاحتی نام ''اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ'' بھی رکھا گیا لیکن یہ نام کس نے تجویز کیا اور کب تجویز کیا گیا اس کی کوئی تاریخ ہمیں دستیاب نہیں ہوتی، کیا بہتر ہوتا ہے کہ اسم ثانی کے مجوزین کہیں ان امور کی وضاحت کرجاتے تاکہ نام کی تبدیلی کو کوئی مزید تختۂ مشق نہ بناتا، اب کتاب کے سرورق پر جلی حرفوں میں دونوں نام طبع ہوتے ہیں۔ اسی طرح کتاب کا اصل مسودہ جو راقم سطور کو دستیاب ہوا ہے تو وہ تین کالموں میں ہے ہر کالم کا عنوان الگ ہے پہلے کالم کا عنوان ہے ''اسلامی عقائد'' دوسرے کالم کا عنوان ہے ''مرزائی عقائد'' اور تیسرے کالم کا عنوان ''شرعی حکم'' ہے اور یہ تینوں کالم برابر اور مسلسل ہیں۔ لیکن موجودہ طباعت میں صرف دو ہی کالم ہیں ''شرعی حکم'' کو اسلامی عقائد کے ضمن میں ہی درج کردیا گیا ہے۔ غالب گمان یہ گذرتا ہے کہ یہ ترتیب بوقت کتابت مصنفؒ نے ہی قائم فرمائی ہوگی اس لئے کہ اگر بعد میں کوئی صاحب جدید ترتیب قائم کرتے تو مقدمہ میں اس کی وضاحت ضرور ملتی، لیکن نہ وضاحت ملتی ہے نہ ہی پہلی ترتیب کے کسی نسخے کا پتہ ملتا ہے۔ مفتی عبدالغنی صاحبؒ کی دوسری کتاب رد بدعت پر ہے اس کا نام بھی حضرت تھانویؒ نے ''الجنۃ لاہل السنۃ'' تجویز کیا ہے جو اسی نام سے اب تک متعارف اور دستیاب ہے۔ جاری ہے!

گھر بنا بلبل کا باغ میں

مولانا اللہ وسایا

۲۰/اکتوبر۲۰۱۵ء کوشاہ کوٹ میں مولانا عبداللطیف انور انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

عبداللطیف ۱۹۴۰ء میں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے، تقسیم کے وقت آپ کا خاندان شاہ کوٹ میں آ کر آباد ہوا۔شاہ کوٹ میں ایک مندر ہوا کرتا تھا اس کے احاطہ میں مسجد بنانے کا پروگرام بنا۔شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔اس وقت عبداللطیف سکول میں پڑھتے تھے۔عبداللطیف کے والد گرامی نے ان کے لئے رشتہ مولانا حافظ غلام محمد صاحب جالندھری (مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) سے طلب کیا۔تب حافظ صاحب مری میں پڑھاتے تھے، وہ رشتہ دیکھنے کے لئے شاہ کوٹ آئے تو عبداللطیف کے والد گرامی کو آمادہ کیا کہ اس صاحبزادہ کو دین کے لئے وقف کر دیں۔انہوں نے آمادگی ظاہر کی۔صبح سیر پر جانے کے وقت حافظ غلام محمد صاحب مرحوم نے عبداللطیف کو ہمراہ کیا اور دین کی تعلیم کے لئے ترغیب دی، یہ بھی مان گئے۔حالانکہ میٹرک کے امتحانات ہونے والے تھے لیکن سب کچھ چھوڑ کر دینی تعلیم کے لئے عزم بالجزم کر لیا۔مولانا حافظ غلام محمد صاحب نے عبداللطیف کے تمام سوٹ منگوائے جتنی پتلونیں تھیں وہ قینچی سے دو دو حصہ کر دیں۔قمیصوں کے کالر کاٹ دیئے۔شلواریں سلیں، بستر تیار ہوا، جامعہ رشیدیہ ساہی وال کے ’’ناظم صاحب‘‘ مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری کے نام رقعہ لکھ کر حافظ غلام محمد صاحب نے دیا اور عبداللطیف صاحب جامعہ رشیدیہ ساہی وال جا پہنچے، داخلہ رقعہ دیکھتے ہی ہو گیا۔البتہ حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی کے دل میں گھر عبداللطیف نے اپنی نیازمندانہ وصالح طبیعت سے خود بنا لیا۔جامعہ رشیدیہ ایسے گئے کہ آٹھ سال بعد وہاں سے مولانا عبداللطیف بن کر نکلے۔یہ ۱۹۶۴ء کے لگ بھگ کی بات ہوگی۔مولانا عبداللطیف فارغ التحصیل عالم دین بن کر آئے تو مندر والی مسجد کی قسمت جاگ اٹھی۔آپ نے جامعہ اشرفیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔حفظ وناظرہ اور کتب کے درجات میں تعلیم شروع ہوئی ایک وقت تھا کئی حفظ کی کلاسیں ہوتی تھیں اور کتب کے کئی درجات میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہوتی تھی۔مولانا عبداللطیف صاحبؒ نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔حضرت شیخ التفسیرؒ کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے بیعت ہوئے تو یوں مولانا عبداللطیف انور ہو گئے۔

مولانا عبداللطیف انورؒ خوبیوں کا گلدستہ تھے۔لیکن ان کی چار خوبیاں ان کی شخصیت میں ارکان اربعہ شمار ہوتے تھے:

۱...... مولانا بلاء کے بہادر اور شیر دل تھے۔

۲...... مولانا دین کے ہر کام میں بڑی مستعدی سے پیش پیش ہوتے تھے۔

۳...... مولانا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کبھی بھی کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔

۴...... مولانا کا اپنے مرشد سے والہانہ ومخلصانہ تعلق تھا، اس میں ہمیشہ اضافہ ہوا کبھی کمی واقع نہیں ہونے دی۔

فقیر راقم کی، مولانا عبداللطیف انور سے واقفیت ۱۹۶۸ء کے اواخر یا ۱۹۶۹ء کے اوائل میں ہوئی۔ عمر، علم، تجربہ ہر چیز میں فقیر سے بڑے تھے۔ واقعہ یہی ہے کہ وہ بہت بڑے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے جو قادیانی امیدوار کھڑے ہوئے ان میں چوہدری انور حسین ایڈووکیٹ شیخوپورہ، قادیانی گروہ پنجاب کے صدر کے بیٹے چوہدری بشیر حسین انور قادیانی بھی تھے جو مانانوالہ بار، شاہ کوٹ، اور پنواں وغیرہ کے حلقہ سے صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ مانانوالہ بار میں قادیانیوں کے خلاف منڈی میں پہلا بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ اور فقیر راقم کے بیان ہوئے، استاذ محترم مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ تو پروگرام کے مطابق اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔ فقیر راقم کی اس حلقہ میں مستقل تا اختتام الیکشن ڈیوٹی لگی۔ تب شاہ کوٹ اس حلقہ کا ہیڈ آفس اور مانوالہ بار سب آفس مقرر ہوئے ایک ویگن پر اسپیکر لگا کر گاؤں گاؤں، قریہ قریہ دن رات سفر ہوتے تھے۔ مولانا عبداللطیف انورؒ، ان سرگرمیوں میں ہمراہ ہوتے تھے۔ اکثر پروگرام ان کی ہدایات پر تشکیل ہوتے، اگر وہ سفر میں ساتھ نہ ہوں تو ان کے مدرسہ کے کوئی استاذ و طالب علم ضرور ہم سفر ہوتے تھے۔ ایک جنون تھا کہ دن رات چین نہ لینے دیتا تھا، تب اس علاقہ کے دورہ کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ جیسی عبقری شخصیت جو مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے معتمد خاص اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے گرامی قدر رفقاء میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ایک زمانہ میں وہ مجلس احرار پنجاب کے صدر بھی رہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ناظم اعلیٰ، ۱۹۷۰ء میں وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے۔ مولانا عبداللطیف انورؒ نے دو تین دن اس علاقہ کے دورہ کے لئے طلب کئے حضرت جالندھریؒ تشریف لائے دھواں دھار طوفانی دورہ ہوا، مولانا عبداللطیف انور کے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے، ایک جنون سا سوار تھا۔

شاہ کوٹ کے قریب ایک گاؤں میر پور ہے۔ آرائیں برادری کی وہاں اکثریت ہے۔ گاؤں کا نمبردار حضرت جالندھریؒ اور مولانا عبداللطیف انورؒ کو جانتا تھا وہ بھی آرائیں اور جالندھری تھا لیکن پیپلز پارٹی میں ہونے کے باعث وہ جلسہ کے لئے رکاوٹ کا باعث بن گیا۔ اس نے بدتمیزی تو نہیں کی، البتہ لب ولہجہ اس کا چوہدریوں والا تھا۔ مولانا عبداللطیفؒ سامنے ڈٹ گئے۔ حضرت جالندھریؒ نے بڑی فراست سے معاملہ رفع دفع کرایا۔ جلسہ عام کی بجائے ایک بیٹھک میں خاص خاص حضرات کو جمع کر کے قادیانی کفران پر واضح کیا۔ رب کی شان کہ یہ نمبردار چودھری کچھ عرصہ بعد دماغی عارضہ میں نمونہ عبرت بن گیا۔ غرض مولانا عبداللطیف انورؒ نے بڑی جرأت سے اس الیکشن میں قادیانیوں کو دن میں تارے دکھائے۔ پیپلز پارٹی کے سبب وہ بشیر قادیانی سیٹ تو نکال لے گیا لیکن قادیانیت کو گاؤں گاؤں مولانا عبداللطیف انورؒ نے الم نشرح کر دیا۔

مولانا عبداللطیف انورؒ نے ایک بار چک بہوڑو میں ختم نبوت کا جلسہ رکھا مولانا قاری عبدالحیٔ عابد، مولانا امدادالحسن نعمانی حال برطانیہ۔ فقیر راقم سمیت مولانا عبداللطیف انورؒ قافلہ لے کر گاؤں پہنچے، عشاء کی نماز ہو چکی تھی نمازیوں نے جانا شروع کیا، امام صاحب سمیت مسجد خالی ہوگئی، سردی کا زمانہ تھا مسجد کے ہال میں ہم مسافر جمع ہوئے مولانا عبداللطیف انورؒ نے سپیکر کھولا، تلاوت، نظم، اعلان ہوا قادیانیوں نے مسجد کو گھیر کر ہوائی فائرنگ شروع

کردی مولانا نے مسجد کی کھڑکیاں دروازے بند کئے سپیکر میں قادیانیوں کو للکارا، فقیر کا بیان شروع کرایا۔ اللہ دے، بندہ لے۔ فقیر نے بھی مولانا عبداللطیفؒ کی قائم کردہ دیوار پر وار لگانے شروع کئے۔ قادیانی پسپا ہوئے۔ اب ایک ایک کر کے مسلمان آنا شروع ہوئے، مسجد بھر گئی۔ رات تین بجے تک جلسہ ہو۔ یوں مولانا مرحوم نے قادیانیوں کی سیلابی کیفیت کے سامنے بند باندھ دیا۔ تین بجے رات کھانا جو شاہ کوٹ سے پکوا کر ہمراہ لائے تھے کھایا اور پیدل شاہ کوٹ کے لئے قافلہ نے چلنا شروع کیا ان سنگین حالات میں رات کا یہ سفر، ہے کوئی بہادری کی انتہاء۔ مولانا عبداللطیف انورؒ صبح شاہ کوٹ پہنچے تو مؤذن نے کہا اللہ اکبر! واقعی اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑے ہیں۔

اسی طرح سانگلہ ہل کے قریب غالباً چک ۴۵ مرڑ ہے۔ وہاں دوستوں نے جلسہ کا اہتمام کیا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا اللہ یار ارشد، مولانا عبداللطیف انورؒ کو بلوایا۔ جلسہ پر قادیانیوں نے پابندی لگوادی۔ مہمان علماء بیان کئے بغیر واپس ہوگئے۔ پھر دوبارہ اعلان جلسہ ہوا۔ علماء آئے لیکن پابندی لگ گئی۔ غالباً تیسری بار جلسہ کا اعلان کیا۔ پہلے منظوری حاصل کی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا عبداللطیف انورؒ اور فقیر راقم کو بلوایا۔ جلسہ کے روز مغرب کی نماز مولانا فقیر اللہ اختر اور فقیر راقم نے سانگلہ ہل میں پڑھی۔ نماز کے بعد مولانا عبداللطیف انورؒ سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ مکان پر گئے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ لیٹے ہوئے تھے۔ ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ منظوری کینسل ہوگئی ہے۔ جلسہ نہیں ہو رہا۔ نہ معلوم کہ فقیر نے کیسے عرض کر دیا کہ جلسہ ہوگا۔ کوئی منظوری کینسل نہیں ہوئی۔ قادیانیوں اور پولیس کی ملی بھگت ہے کوئی پابندی نہیں۔ میں (فقیر راقم) جلسہ کے لئے چک ۴۵ مرڑ چلتا ہوں۔ آپ حضرات اطلاع ملنے پر آجائیں، جلسہ ہوگا۔ اس دفعہ خالی واپس نہیں جانا۔ جلسہ کر کے جانا ہے۔ مولانا عبداللطیف انورؒ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ فقیر نے ان کو علیحدہ لے جا کر عرض کیا کہ ایک سائیکل اور سائیکل سوار دے دیں۔ بس، ویگن، تانگہ کی بجائے مجھے سائیکل سے جانا ہے۔ اتنے میں ایک ساتھی آ گیا۔ اس نے حامی بھری۔ فقیر اس کے ساتھ سواری پر چل پڑے۔ جب مین روڈ پر گاؤں کے مقابل گئے فقیر نے اس ساتھی کو کہا کہ آپ معروف راستہ سے گاؤں آجائیں۔ مجھے کھیتوں کے درمیان سے گزر کر گاؤں میں داخل ہونا ہے۔ کماد کے کٹائی شدہ ایک کھیت سے گنا ہاتھ میں لیا۔ دھوتی باندھے، رومال کندھے پر، ننگے سر، گنا ہاتھ میں۔ جہاں مسجد میں جلسہ تھا اس گلی میں پہنچ گیا۔ ماحول دیکھا تو مسجد کے دروازہ کے قریب سائیڈ پر پولیس نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ کرسیاں رکھی ہیں۔ پولیس گارڈ موجود ہے۔ سمجھ میں آیا کہ اجنبی آدمی کی طرح مسجد گیا تو پولیس روک دے گی۔ روک ٹوک پر مسجد میں داخلہ مشکل ہوگا۔ ایک ہاتھ میں گنا دوسرے ہاتھ سے دھوتی سنبھالے، سیدھا پولیس آفسر کے پاس گیا۔ پوچھا کہ مسجد کا دروازہ کون سا ہے؟ پولیس آفیسر نے کہا کہاں سے آئے ہو صوفی؟ فقیر نے بڑے اعتماد سے کہا کہ مجھے پیشاب نے تنگ کر رکھا ہے۔ پہلے مسجد کا راستہ بتاؤ۔ ہیئت ایسی اختیار کی گویا شدید پیشاب کا دباؤ ہے۔ وہ بھڑے میں آ گیا اور بولا وہ سامنے راستہ ہے۔ فقیر لمبے لمبے جلدی جلدی ڈگ بھرتے مسجد میں جا داخل ہوا۔ گنا کی جان چھوٹی۔ استنجا اور وضو کیا۔ عشاء کی نماز کی آخری التحیات میں شامل ہوا۔ سلام پھرا۔ نماز کی تکمیل کے لئے کھڑا ہوا۔ دوستوں نے پہچان لیا۔ وہ دعا بھول گئے۔ خوشی میں سپیکر کھولا اور اعلان شروع کر دیا۔ گاؤں والو مسجد آجاؤ۔ مولانا آ گئے ہیں۔ جلسہ ہوگا۔ جلسہ ہر حال میں ہوگا۔ کوئی نہیں روک سکتا۔ بار بار اعلان سے پولیس پریشان کہ یہ کیا ہوا؟ قادیانیوں کے چہروں پر

ہوائیاں کہ سارا کھیل ہی بگڑ گیا۔ پولیس کے کھانے کے لئے قادیانیوں نے دیگیں چڑھا رکھی تھیں، وہ اتر گئیں۔ مزید جو پکنا تھیں وہ بند ہوگئیں کہ ہوا کیا کہ اچانک بلائے ناگہانی کہاں سے؟ فقیر نے نماز مکمل کی۔ ہاں! تو مولانا فقیر اللہ اختر مدظلہ بھی ساتھ آملے تھے۔ میرے سانگلہ سے چلنے کے بعد وہ بھی چل پڑے تھے۔ لوگ مصافحہ کے لئے آگے بڑھے۔ فقیر نے پھرتی میں سپیکر کو جالیا۔ اعلان شروع ہوا: ''میرا یہ نام ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی عہدیدار ہوں۔ پاکستان کا ذمہ دار شہری ہوں۔ ہمارے پاس سپیکر اور جلسہ کی منظوری کا آرڈر ہے۔ پولیس کہتی ہے کہ منظوری کینسل ہوگئی ہے تو وہ آرڈر کی کاپی دیں۔ تاکہ کل ہم اسے ہائیکورٹ میں چیلنج کرسکیں۔ اگر تحریری آرڈر نہیں دیتے تو جلسہ ہوگا۔ سپیکر پر ہوگا۔''

یہ کہہ کر تقریر شروع کردی۔ تقریر کیا تھی کہ ایک ایک جملہ پر نعرہ ہائے تحسین بلند ہونے لگے۔ منٹوں میں مسجد بھر گئی۔ باہر گلی میں بھی پورا گاؤں جمع ہوگیا۔ اس صورتحال پر پولیس کے لئے ایکشن لینا مشکل ہوگیا۔ تھانے دار نے بلوایا۔ فقیر نے کہا کہ وہ خود مسجد میں آجائیں۔ یہ کہہ کر تقریر شروع، تھانیدار صاحب مسجد آئے۔ فقیر نے منبر سے ہی پوچھا فرمائیے؟ انہوں نے کہا کہ مسجد میں جلسہ پر پابندی نہیں ہے۔ سپیکر پر پابندی ہے۔ باہر مجسٹریٹ صاحب ہیں ان سے بات کرلیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ مجسٹریٹ صاحب سپیکر کی پابندی کا آرڈر تحریری دے دیں ابھی سپیکر بند کردیں گے۔ جلسہ کی تو پابندی نہیں وہ ہوگا۔ گاؤں کی ناکہ بندی بھی ختم کریں۔ ہمارے جو مہمان علماء سانگلہ ہل میں ہیں ان کے آنے کے لئے راستہ دیں۔ ورنہ سپیکر پر ہی جلسہ ہوگا۔ آپ پرچہ کاٹیں تقریر کے بعد گرفتار کرلیں۔ تھوڑی دیر میں وہ تھانیدار سپیکر کی بندش کا تحریری آرڈر لے آیا۔ ناکے ہٹ گئے۔ علماء کو گاؤں آنے کی اجازت مل گئی۔ وائرلیس پر اطلاع ملتے ہی علماء روانہ ہوگئے۔ سانگلہ زیادہ دور نہیں پہلے مولانا عبداللطیف انورؒ داخل ہوئے پھر مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ ان کی آمد تک فقیر نے جلسہ کے الاؤ کو روشن رکھا۔ فقیر کا بیان ختم ہوا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عبداللطیف انورؒ کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم کا ہوا۔ اللہ دے، بندہ لے۔ مولانا نے خوب بیان کیا۔ سب کسریں نکال دیں۔ رات گئے جلسہ ختم ہوا۔ خوب یاد ہے کہ اس جرأت رندانہ پر مرحوم چنیوٹی صاحب اور مولانا عبداللطیف انورؒ کی خوشی دیدنی تھی۔ اس کے بعد جب بھی مولانا عبداللطیف انورؒ ملے اس واقعہ پر بہت خوشی کا اظہار فرماتے کہ جلسہ کی منظوری تو ختم نبوت والوں کی جیب میں ہوتی ہے۔ ہائے! وہ قدردان نہ رہے۔ اب تو حاسدوں، جھوٹی شہرت کے بھوکے کذابوں، ٹھگنے مکاروں کے دور میں ان باتوں کو سننے والا کون ہے؟ خیر کا دور تھا۔ پولیس میں بھی قدرے اعتدال تھا۔ اب تو معاملہ ہی چوپٹ ہے۔

اس واقعہ کے بہت گواہ زندہ ہیں جن صاحب نے اس چک میں جلسہ رکھا تھا وہ قادری صاحب تھے۔ غالباً سعید نام تھا۔ پہلے مل میں ملازم تھے۔ پھر پیر بن گئے۔ بریلوی حضرات میں نمایاں نظر آئے۔ چناب نگر بھی تشریف لاتے تھے۔ عرصہ ہوا ملاقات نہیں ہوئی تو مولانا عبداللطیف صاحبؒ کے حوالہ سے کیا کچھ یاد آرہا ہے؟ مرحوم کے جانے کے بعد اب صرف یادیں ہی رہ گئی ہیں اور بس۔ غرض مولانا عبداللطیف صاحبؒ نے اپنے صحت کے زمانہ میں کام کو سنبھالا اور خوب سنبھالا ۱۹۷۴ء میں قادیانی غیرمسلم اقلیت قرار پائے۔ چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نے مسجد و مدرسہ اور کانفرنس کی داغ بیل ڈالی۔ مولانا عبداللطیف انورؒ مسجد محمد یہ ریلوے اسٹیشن کے جلسے ہوں یا ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی چناب نگر ہر پروگرام میں پیش پیش نمایاں اور صف اول میں ہوتے تھے۔

مولانا عبیداللہ انورؒ کے وصال کے بعد مولانا میاں محمد اجمل قادری سے بیعت ہوئے خلافت حاصل کی، مولانا جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورہ کے امیر رہے مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ بارہا ان کی دعوت پر تشریف لائے آپ نے متعدد بار قومی صوبائی سیٹوں پر الیکشن میں حصہ بھی لیا۔ مقابلہ کیا اور خوب کیا۔ پھر جب جمعیت کے ایک حصہ کے مولانا عبیداللہ انورؒ ناظم بنے تو آپ اس حصہ کے ساتھ تھے۔ ان کے وصال کے بعد مولانا میاں محمد اجمل قادری جدھر مولانا عبداللطیف انورؒ ادھر۔ کبھی مولانا سمیع الحق گروپ میں، کبھی میاں اجمل قادری گروپ میں۔ غرض اپنے مرشد اور مرشد گھرانہ کے ساتھ رہے۔ مولانا عبداللطیف انورؒ کے دو صاحبزادے ہیں۔ مولانا سید احمد، مولانا حسین احمد، دونوں مل کر مدرسہ چلا رہے ہیں۔

مولانا عبداللطیف انورؒ بیمار ہوئے، پھر طبیعت سنبھل گئی۔ دو سال سے نہ بیماری، نہ علاج، نہ پرہیز البتہ کمزوری نے گھیر رکھا تھا جس کے باعث بہت نڈھال ہو کر رہ گئے۔ صبح سات بجے وصال ہوا۔ عصر کے بعد کالج کے گراونڈ میں مولانا احمد علی ثانی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدرسہ کے صحن کے کونہ اور مسجد کی بغل میں قبر بنی۔ فقیر نے دیکھا تو بے ساختہ زبان پر جاری ہوا۔ ''گھر بنا بلبل کا باغ میں''

حضرت مولانا مفتی عبدالمعید کا وصال

سرگودھا کی علمی اور دینی شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالمعید صاحبؒ مہتمم وخطیب جامعہ عربیہ سراج العلوم بلاک نمبر۱ سرگودھا ایک ماہ قبل یکم رستمبر ۲۰۱۵ء کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے تھے۔ اللہ رب العزت ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا مفتی عبیداللہ احرار کی وفات

مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی کے فرزند ارجمند، جامعہ عزیز العلوم شجاع آباد کے مہتمم مولانا مفتی عبیداللہ عزیز ۳ رنومبر کو انتقال فرما گئے۔ ان کی نماز جنازہ ہائی سکول شجاع آباد کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے چھوٹے بھائی مولانا امداد اللہ عزیز نے پڑھائی اور انہیں والد محترم کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

جناب غلام یاسین کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے قریبی عزیز غلام یاسین ۲۵ راکتوبر کو رحلت کر گئے۔ موصوف نے سال رواں کے درمیان اہلیہ سمیت عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ دو تین ماہ بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔ جنازہ مولانا شجاع آبادی نے پڑھایا۔ اللہ پاک موصوف کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

حضرت حافظ محمد ثاقب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا اللہ وسایا

۲۶،اکتوبر ۲۰۱۵ء کو گوجرانوالہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت حافظ محمد ثاقب صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

محترم حافظ محمد ثاقبؒ رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ ارائیں برادری سے تعلق تھا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کمالیہ مرکزی رہنما اہل سنت والجماعت کے والدگرامی حضرت حافظ صدرالدین بھی رائے کوٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ محمد ثاقبؒ نے ان سے بیس پارے پاکستان بننے سے پہلے حفظ کر لئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد گوجرانوالہ آ کر آباد ہوئے تو یہاں حافظ عبدالحمید صاحب سے بقیہ دس پارے حفظ کئے۔

حافظ محمد ثاقبؒ نے سکول کی تعلیم ایف اے تک حاصل کی۔ پھر لکڑی کا کاروبار کیا۔ کچھ عرصہ کتابوں کاپیوں کی دکان بھی چلائی۔ ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ گوجرانوالہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما چوہدری غلام نبی مرحوم کی تحریک پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق جوڑا اور ہمہ وقتی مجلس گوجرانوالہ کے دفتر میں ڈیوٹی سنبھالی۔ جسے دم واپسی تک سرانجام دیتے رہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ممتاز خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد انوریؒ کی ترغیب پر حضرت رائے پوریؒ سے حافظ محمد ثاقبؒ نے بیعت کا تعلق قائم کیا۔ حضرت رائے پوریؒ نے تصوف کی تعلیم وتربیت کے لئے مولانا محمد انوریؒ کے سپرد کیا۔ ان سے وظائف کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا انوریؒ کی وفات کے بعد ڈھڈیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالجلیلؒ سے بیعت ہوئے۔ پھر ان کے وصال کے بعد مولانا خواجہ خان محمدؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت حافظ محمد ثاقبؒ خوب ذاکر شاغل انسان تھے۔ عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ سے تیس پینتیس سال وابستہ رہے اور بہت ہی اخلاص ومحبت کے ساتھ اپنا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت حافظ محمد ثاقبؒ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ تمام اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ حافظ صاحبؒ نے اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔ آخری وقت تک اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ اب داڑھی کے بال دوبارہ سیاہ ہونے شروع ہوگئے تھے۔

حافظ محمد ثاقبؒ وفات سے ایک دو روز پہلے کمزوری کے باعث گھر پر رہے۔ تمام معمولات چلتے رہے۔ وفات کی رات معمولی تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹر کو بلایا۔ لیکن ڈاکٹر کی آمد سے قبل ہی ۲۵، ۲۶،اکتوبر کی درمیانی شب اڑھائی بجے وصال فرمایا۔ اگلے روز شیرانوالہ باغ میں جنازہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے جنازہ پڑھایا اور چمن شاہ کے قبرستان میں محو استراحت ہوئے۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

ایک تحریری علمی مناظرہ

قسط نمبر:4

حضرت مولانا ہلال احمد دہلویؒ

کافر اہل جہنم کے لئے عذاب دائمی ہونے پر دلیل

۴...... ’’عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لو قیل لاھل النار انکم ما کثون عدد کل حصاۃ فی الدنیا لفرحوا بھا ولو قیل لاھل الجنۃ انکم ماکثون عدد کل حصاۃ لحزنوا لکن جعل لھم الأبد (رواہ الطبرانی کبیر ج ۱۰ ص ۱۸۰، حدیث نمبر ۱۰۳۸۴)‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اہل جہنم سے کہا جائے کہ تم دنیا میں ان کنکریوں کی تعداد کے بقدر رہو گے تو وہ خوش ہوں گے اور اگر اہل جنت سے کہا جائے کہ تم ان کنکریوں کی تعداد کے بقدر رہو گے تو وہ غمزدہ ہو جائیں گے۔ لیکن سب کے لئے ہمیشہ اپنی اپنی جگہ میں رہنا ہوگا۔﴾

کافر اور مشرکین کے لئے جہنم میں محدود وقت کی نفی

اس حدیث سے جہاں دونوں فریقین کے لئے جنت اور دوزخ میں دائمی رہنا ثابت ہے۔ وہاں اہل جہنم کے لئے محدود یا معین مدت کی بھی نفی ہے۔ اس لئے رسول اقدس ﷺ نے کنکریوں کی مثال دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم کے لئے جہنم وقتی یا عارضی یا محدود یا متعین وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ دونوں فریقین دائمی طور پر رہیں گے۔ جس طرح اہل جنت کبھی جنت سے نہیں نکالیں جائیں گے اسی طرح اہل جہنم کافر و مشرکین بھی کبھی جہنم سے نہیں نکالیں جائیں گے۔ اس نص صریح کے مقابلہ پر صاحب مراسلہ کی دلیل ملاحظہ ہو۔ اپنے دوسرے مراسلہ میں لکھتے ہیں:

ہٹ دھرمی کی مثال

لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے متعلق فرمایا ہے: ’’لبثین فیھا احقابا (النبا:۲۳)‘‘ ﴿یعنی برسوں جہنم میں رہتے چلے جائیں گے۔﴾

احقاب جمع حقب کی ہے اور اس کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں ثمانون سنۃ یعنی ۸۰ سال مائتہ عشرون سنۃ یعنی ۱۲۰ سال وقیل الستون یعنی ۶۰ سال ایک صدی یا کئی صدیاں ان معانی کی رو سے آیت کے معنی یہ بنتے ہیں کہ جہنمی صدیوں یا کئی سال جہنم میں رہتے چلے جائیں گے جو بھی معنی کئے جائیں معین اور محدود عرصہ بنتا ہے۔

صاحب مراسلہ کے اس منطقی اور منفی انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ غلط تاویل کرنے میں قرآن پاک کی عظمت کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور اپنے خود ساختہ عقیدے کے اثبات کے لئے کلام الٰہی میں تاویل کرنے سے بھی گریز

نہیں کرتے۔ حالانکہ اجماعی طور پر یہ عالم اسلام کا عقیدہ رہا ہے کہ محدود عذاب صرف گنہگار مؤمنوں کے لئے ہوگا۔

۵…… ’’وعن عبداللہ بن عمرو قال ان اهل النار يدعون مالكا فلا يجيبهم اربعين عاماً ثم يقول انكم ماكثون ثم يدعون ربهم فيقولون ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون فلا يجيبهم ثم يقول اخسؤا فيها ولا تكلمون ثم ييائس القوم فما هو الا الزفير والشهيق تشبه اصواتهم اصوات الحمير ولها شهيق وآخرها زفير (الترغيب والترهيب ج٤ ص٣٩٢، حديث نمبر ٥٤٣٢)‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اہل جہنم مالک (داروغہ جہنم) کو پکاریں گے۔ پس وہ ان کو چالیس سال تک جواب نہ دے گا۔ پھر وہ کہے گا کہ بیشک تم یہیں رہوگے۔ پھر وہ اپنے پروردگار کو پکاریں گے۔ اے ہمارے رب تو ہم کو اس سے نکال۔ پس اگر اس کے بعد ہم پھر لوٹے تو پس ہم ظالم ہوں گے پس ان کو کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ پڑے رہو اس میں ذلت کے ساتھ اور مجھ سے بات نہ کرو پھر وہ قوم مایوس ہو جائے گی۔ پس ان کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ سوائے اس کے وہ چیخیں گے اور چلائیں گے اور ان کی آواز گدھے کی آواز کے مانند ہوگی۔ اس کی آواز شہیق اور آخری آواز زفیر ہوتی ہے۔﴾

ہم نے یہاں پانچ حدیثیں پیش کی ہیں جو دوام کے معنی کے لئے نص صریح ہیں۔ حدیث نمبر۳ میں لفظوں کے اعتبار سے جو تاکید ہے وہ ایسی ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ پہلا لفظ کلا ھما دوئم خلود سوئم ابداً یہ تینوں الفاظ تاکید کے لئے استعمال ہوئے ہیں اور جب خالدین کے ساتھ ابداً کا لفظ استعمال ہو تو دوام کے معنی کی تعیین ہو جاتی ہے۔ اس طرح معنوی اعتبار سے بھی تاکید ہے۔ جب کہ موت کو دونوں فریقوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا۔ تو اب ہر فریق یہ یقین کرے گا۔ پس ہمارا ٹھکانہ یہی ہے۔ اس کے بعد نکلنا نہ ہوگا۔ طوالت کے خوف سے ہم نے صرف پانچ احادیث پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ورنہ ہمارے مؤقف کی تائید میں اور بھی احادیث ہیں جو کہ کتب احادیث کے ذخیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مغالطہ کی بدترین مثال

صاحب مراسلہ نے اپنے دوسرے مراسلہ میں یہ بھی ادّعا کیا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے لکھتے ہیں۔

آپ نے اس پر زور دیا ہے کہ عذاب جہنم دائمی ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف نقلی وعقلی دلائل پیش کرنا درست نہیں ہیں۔ حالانکہ بعض مفسرین کا اس عقیدہ کو بیان کر دینا اجماع نہیں کہلا سکتا۔ یہ مسئلہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اور علمی مسائل میں کبھی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے یہاں کس قدر مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ جس مسئلہ پر امت کے اکثر علماء نے اتفاق کیا ہے۔ آپ اس کو بعض مفسرین کا عقیدہ بتارہے ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل ہم نے امام نوویؒ کا فیصلہ لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو جمہور امت کا فیصلہ قرار دیا ہے اور سید سلیمان ندویؒ جن کو آپ نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ ان کا فیصلہ سیرت النبی میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عذاب جہنم کافر ومشرکین کے لئے دائمی ہوگا اور اسی کو جمہور امت کا فیصلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ سید سلیمان ندویؒ اپنی مشہور کتاب (سیرت النبی ص۷۹۹) پر جمہور کا مسلک عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں۔ جاری ہے!

مرزا قادیانی اور مرزا بشیرالدین محمود کے عقائد میں اختلاف

پادری کے. ایل ناصر

دونوں کے عقائد میں اختلاف کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ: ''انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں...... اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لائیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹، خزائن ج۵ ص ایضاً)

خلیفہ بشیرالدین محمود فرزند مرزا غلام احمد کا عقیدہ: ''نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے۔'' (حقیقت النبوۃ مصنفہ خلیفہ بشیرالدین محمود ص۳۳)

۲...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ: ''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اوّل جواب تو یہ ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید ومولیٰ نے نبوت کی شرط نہیں ٹھہرائی تھی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا۔''

خلیفہ بشیرالدین محمود کا عقیدہ: ''دوسری دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ آپ کو آنحضرت ﷺ نے نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے اور نواس بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کے لئے آپ کو پکارا گیا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ شاہد ہیں اس امر کے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۸۹، حصہ اوّل)

۳...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ: ''اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری آنحضرت ﷺ کے ملی۔ کیونکہ مسیح آنجناب پر ایمان لایا اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی۔ پس قرآن کی رو سے مسیح کے منجی پاک نبی آنحضرت ﷺ ہیں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۱۲)

خلیفہ بشیرالدین محمود کا عقیدہ: ''اسی طرح نبوت کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعود دونوں نبی ہیں۔ فیضان پانے کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری نے براہ راست فیضان پایا ہے اور حضرت مسیح محمدی نے آنحضرت ﷺ کے اتباع سے سب کچھ حاصل کیا ہے۔'' (حقیقت الونبوۃ ص۱۳۷، حصہ اوّل)

۴...... مرزا غلام احمد کا عقیدہ: ''بات یہ ہے کہ ہمارے نبی آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

خلیفہ بشیرالدین محمود کا عقیدہ: ''آنحضرت ﷺ کو گزشتہ انبیاء کے نام نہیں دیئے گئے تھے۔''

(اخبار الفضل مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۷ء ص۵)

۵...... مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ: ''خدا جاگتا اور سوتا ہے۔''

(ملخص الہام عربی، کتاب البشریٰ حصہ دوم ص۹۷، اخبار بدر قادیان مورخہ ۶؍فروری ۱۹۰۳ء ص۲۳، اخبار الحکم ج۷ نمبر۵ ص۱۶)

خلیفہ بشیرالدین محمود کا عقیدہ: ''وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔''

(اخبار الفضل مورخہ ۱۸؍مارچ ۱۹۱۴ء ص۱۵)

۶...... مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ: ’’اور انہیں یہ نشان دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف لائے گا۔ یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھاوے گا۔ خدا کی باتیں کسی سے نہیں ٹلتیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۱)

’’خدا نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس کے نفاذ سے مانع ہوں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ص۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۳)

خلیفہ بشیرالدین محمود کا عقیدہ: ’’اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی (یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم) آپ کے نکاح میں آئے گی۔ پھر یہ نہیں بتایا گیا کہ کوئی روک ڈالے گا تو وہ دور کیا جائے گا۔ بلکہ یہ پیشین گوئی ایک وعید کے طور پر تھی۔‘‘ (الفضل مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۲۴ء ص۵)

ختم نبوت کانفرنس شیخوپورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے زیراہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عیدگاہ میں بازار شیخوپورہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ملک عزیز کے معروف خطیب مولانا ممتاز احمد کلیار، مولانا محبوب الحسن طاہر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مجلس تحفظ ختم نبوت سٹی کے امیر مولانا میاں مشرف حسین، جامع مسجد عیدگاہ کے خطیب مولانا ضیاء الرحمٰن، جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا امتیاز احمد کاشمیری، چوہدری محمد شفقت، قاری محمد ابوبکر، قاری محمد انور، قاری فہیم عابد قاسمی، بھائی تجمل حسین شاہ سمیت کئی ایک نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ممتاز احمد کلیار نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی اور آئینی فریضہ ہے ہر قیمت پر اس کا تحفظ کریں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف ہماری آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی۔ مولانا محبوب الحسن طاہر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام قرب خداوندی حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ جب تک ایک بھی منکر ختم نبوت اس دھرتی پر موجود ہے۔ ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت اور اسلام وملک دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنی صفوں میں نظم ونسق اور اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ مولانا عبدالنعیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام کا فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک فتنہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر ختم نبوت کے عظیم محل میں نقب لگانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے اکابرین کو جنہوں نے اس گروہ کا ہر سطح پر مقابلہ کیا۔ تاآنکہ ۱۹۷۴ء میں انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صرف علماء کرام اور مفتیان کا نہیں۔ بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی اور پاکستان کی تمام عدالتوں نے ان کے غیرمسلم ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

محاسبہ قادیانیت جلد نمبر۲ کا مقدمہ

مولانا اللہ وسایا

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ • امابعد!

۱...... جناب اکبر مسیح ہندوستان کے مسیحی مشن کے انچارج تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے رد میں ’’مینارۃ البیضاء‘‘ لکھی۔ جو’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلد دو میں شامل اشاعت ہورہی ہے۔

۲...... جناب اکبر مسیح نے ایک مضمون لکھا جو ماہوار رسالہ ’’تجلی لاہور ۱۹۲۸ء‘‘ میں شائع ہوا۔ اس کا عنوان تھا ’’مرزاغلام احمد کے فرزند کی وفات‘‘ بعد میں آغا شاہباز خان نے مناسب ترمیم واضافہ کے ساتھ سیالکوٹ سے شائع کیا۔ یہ بھی ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلد دو میں شامل ہے۔

۳...... جناب اکبر مسیح کا مضمون ’’قادیانی محاسب اور خداوند مسیح کے شاگروں کی تعداد‘‘ کے نام سے ماہوار رسالہ تجلی لاہور میں شائع ہوا۔ بعد میں آغا شہباز خان نے ۱۹۲۸ء میں سیالکوٹ سے شائع کیا۔

۴...... جناب اکبر مسیح نے ایک کتاب ۱۹۵۷ء میں پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے شائع کی۔ جس کا نام ’’ضربت عیسوی‘‘ رکھا۔ اس کتاب میں سات رسائل ہیں: (۱) عصیٰ آدم ربہ ...... بحث عصمت انبیاء۔ (۲) عشرہ کاملہ ...... تحقیق معنی استغفار ذنب۔ (۳) عصمت مسیح از قرآن وحدیث۔ (۴) عصمت مسیح از اناجیل معہ ردشبہات۔ (۵) مسیح کی موت وبعثت کا اثبات اور مرزائے قادیانی کے اوہام کا ابطال۔ (۶) خداوند مسیح کی بعثت اور مرزا کا خبط کشمیر۔ (۷) مرہم رسل۔ ان رسائل کے مصنف ’’جناب اکبر مسیح‘‘ مسیحی قوم کے لیڈر تھے۔ انہوں نے مسیحی نقطۂ نظر سے مرزا قادیانی کی تردید کی ہے۔ مسیحی نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے انہوں نے خلاف اسلام باتیں بھی کہیں۔ لیکن مسیحی حضرات کو خلاف اسلام طعن وتشنیع کرنے پر برصغیر میں مرزا قادیانی کے قلم نے جتنا ابھارا ہے اس کا بھی اس کتاب میں جگہ نمونہ قارئین دیکھیں گے۔ بہرنوع خیال رہے کہ یہ کتاب مسیحی پادری کی تحریر کردہ ہے۔ یہ ذہن میں رکھ کر آپ کتاب کو دیکھیں گے تو کتاب کو سمجھنا آپ کے لئے آسان ہوجائے گا۔

۵...... معروف پادری ’’سلطان پال‘‘ نے کتاب ’’معذرت نامہ مرزا‘‘ ۱۹۳۰ء میں شائع کی۔ موصوف ایف.سی کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے اور مسیحی رسالہ ’’نورافشاں‘‘ کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آج اس کتاب کے پروف پڑھتے وقت سخت دل گرفتہ ہوں۔ موصوف نے اس کتاب میں دس باب قائم کئے ہیں کہ مرزا قادیانی پر یہ اعتراض ہوا۔ جس کا مرزا قادیانی نے اور مرزا کے مریدوں نے یہ جواب دیا۔ اس کا نام رکھا: ’’معذرت نامہ مرزا‘‘ قارئین! آپ اس کتاب کو پڑھیں۔ مسیحی مصنف کو مرزا قادیانی پر اعتراضات کے جوجوابات مرزائیوں نے دیئے ہیں مصنف نے ان کو جمع کردیا ہے۔ آپ قادیانیوں کے ان جوابات کو پڑھیں اور پھر غور کریں کہ بڑے سے بڑا کافر بھی معاذ اللہ! پیغمبر اسلام، اسلام، قرآن مجید، احادیث نبویہ کے خلاف اتنی دروغ گوئی، بدزبانی وبدکلامی

اور بداطواری نہ کرسکتا تھا جو قادیانیوں نے کر دی ہے۔ کیا کیا جائے اس کمینے پن کا کہ مثلاً کیا مرزا گالیاں دیتا ہے؟ تو ان کی طرف سے جواب یہ ملا کہ گالیاں تو قرآن مجید میں بھی ہیں، یا یہ کہ مرزا نے کذب بیانی کی؟ جواب ملا کہ باقی انبیاء نے بھی کی، یا یہ مرزا کے کلام میں تضاد ہے؟ تو قادیانیوں نے جواب دیا کہ تضاد تو قرآن مجید وحدیث شریف میں بھی ہے۔ ایسی دل خراش باتیں اس کتاب میں جمع ہیں۔ جو کام مسیحوں سے متوقع تھا وہ قادیانیوں نے کر دیا۔ غرض یہ مرزا قادیانی کی وہ خدمت ہے جس سے کہ مسیحی قوم کو کہنا چاہتا ہے کہ میں کسر صلیب کے لئے آیا ہوں۔ کسر صلیب کے لئے مرزا آیا تھا یا کسر اسلام کے لئے؟ یہ کتاب پڑھیں اور سوچیں کہ قادیانیت کس غلاظت کا نام ہے۔

۶...... جناب پادری کے.ایل ناصر گوجرانوالہ کے تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف ''حقیقت مرزا بقلم خود'' کے نام پر کتاب لکھی جس کا چوتھا ایڈیشن ۲۳؍مارچ ۱۹۸۴ء کو شائع کیا جو ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد دوم میں شامل اشاعت ہے۔

۷...... جناب پادری بوٹا مل کے ''مسیح کی آمد ثانی'' کے نام سے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے بطلان پر کتاب لکھی۔ جسے پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور کے مسیحی اشاعتی ادارہ نے دوسری بار ۱۹۵۳ء میں شائع کیا جو ''محاسبہ قادیانیت'' کی دوسری جلد میں شامل ہے۔

۸...... جناب موسیٰ خان۔ خاںؔ نے قادیانیوں اور مسیحیوں کے درمیان سیالکوٹ میں مباحثہ کی کارروائی قلمبند کی۔ یہ ستمبر ۱۹۲۴ء میں زیر تجویز مباحثہ کی کارروائی ہے۔ اس کارروائی کی روئیداد کا نام ''کیفیت مباحثہ سیالکوٹ'' ہے۔ جس کے ترتیب دینے والے جناب موسیٰ خان مسیحی نے ٹائٹل پر یہ تعارف قلمبند کیا۔ ''مشہور ومعروف قادیانی مبلغ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کے مسیحیوں سے مباحثہ کرنے کے لئے سیالکوٹ جانے ''نبوت مرزائے قادیانی'' پر بحث سے کترانے اور مسیح ناصری کے سامنے مسیح قادیانی کو لانے سے شرماتے اور مسیحی مناظرین پادری سلطان محمد خان اور پادری عبدالحق صاحبان کے سامنے نہ آنے اور فریقین کے درمیان پرلطف اور قابل دید خط وکتابت کی مفصل کیفیت جسے ایم.کے خان، مہاں سنگھ باغ لاہور نے شائع کیا۔ ۱۹۲۵ء''

۹...... جناب ایف.ای جیمس نے ''مرزا غلام احمد قادیانی کے خطوط عرف جیبی پستول'' کے نام سے پمفلٹ ترتیب دیا۔ جو مارچ ۱۹۳۳ء میں لاہور انارکلی سے شائع ہوا۔ ''محاسبہ قادیانیت'' کی دوسری جلد میں یہ بھی شامل اشاعت ہے۔

۱۰...... جی.آر اعوان جو پہلے عرصہ تک چناب نگر (ربوہ) میں رہے۔ ان کے والد صاحب گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ یہ اپنے والد گرامی کے ساتھ وہاں رہے۔ انہوں نے اس شہر کے رہائشی ہونے کے ناتے قادیانیت اور قادیانیوں کا گیرائی اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا اور حاصل مطالعہ یہ کتاب لکھ دی۔ جس کا نام ہے ''احمقوں کی جنت'' ۱۹۹۸ء کے اواخر میں کتاب تحریر کی گئی۔ جسے ہم ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد دو میں شائع کر رہے ہیں۔

''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد ہذا (دوم) میں:

۱...... جناب اکبر مسیح	کے	۴	رسائل
۲...... جناب ایس.ایم پال	کا	۱	رسالہ

۳......	جناب پادری کے.ایل ناصر	کا	۱	رسالہ
۴......	جناب پادری بوٹا مل	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب موسیٰ خان۔خان	کا	۱	رسالہ
۶......	جناب ایف.ای جیمس	کا	۱	رسالہ
۷......	جناب جی.آر اعوان	کی	۱	کتاب

گویا کل سات حضرات کے ۱۰ رسائل وکتب

کے مجموعہ کا نام ''محاسبہ قادیانیت جلد۲'' ہے۔اس جلد میں چھ مسیحی حضرات کے اور ایک مسلمان کا رسائل وکتب شامل ہیں۔ محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!............۲۹/ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۱۴/ستمبر ۲۰۱۵ء

ختم نبوت کانفرنس پروآ

تیسری سالانہ یوم فتح تحفظ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان تحصیل پروآ یونٹ کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔جس کے تمام انتظامات پروآ یونٹ کے امیر مولانا عبدالغنی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر ماہڑہ اور یونٹ کے ناظم اعلیٰ حافظ اللہ بخش شاہ خطیب جامع مسجد مدنی چاہ خان والا نے ترتیب دیئے۔کانفرنس سے پہلے کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں کچھ پروگرام ترتیب دیئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱......خطبہ جمعہ جامع مسجد مدنی چاہ خان والا: مقرر: حافظ اللہ بخش شاہ۔۲......خطبہ جمعہ جامع مسجد صدیق اکبرؓ ماہڑہ،: مقرر: حضرت مولانا حمزہ لقمان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بھکر۔۳...... جامع مسجد خالد بن ولیدؓ میرن: مقررین: مولانا خالد گنگوہی، مولانا حمزہ لقمان، مفتی عبدالواحد قریشی۔۴...... جامع مسجد عربی پروآ: مقررین: مولانا محمد عمر مہتمم جامعہ محمدیہ پروآ، مولانا محمد حامد خطیب جامع مسجد چوگلہ پروآ، مولانا محمد خالد گنگوہی، قاری عنایت اللہ عثمانی، مفتی عظمت اللہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں، سید ظہیر علی ایڈووکیٹ قانونی مشیر عالمی مجلس ضلع بنوں، مولانا محمد حمزہ لقمان مبلغ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی عبدالواحد قریشی امیر اتحاد اہل سنت خیبر پختونخواہ۔ان تمام پروگراموں میں مقررین وخطباء حضرات نے قرآن وسنت کی روشنی میں حضورﷺ کی ختم نبوت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ حضورﷺ کی ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے جس کا ثبوت قرآن کریم کی ایک سو آیات اور حضورﷺ کی دوسودس احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔مگر اس کے باوجود کچھ بدبختوں نے حضورﷺ کی زندگی اور آپ کے وصال کے بعد نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا جس کی سرکوبی کے لئے سب سے پہلے اللہ پاک نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تحفظ ختم نبوت کا کام لیا اور جنگ یمامہ ہوئی جس میں بارہ سو صحابہ کرامؓ نے شہادت کا عظیم رتبہ حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ شریعت مطہرہ میں ختم نبوت کی حفاظت سب سے اہم کام ہے۔امت محمدیہﷺ نے ہر دور میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی سرکوبی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔آخر میں ناظم اعلیٰ پروآ یونٹ حافظ اللہ بخش شاہ نے تمام مقررین حضرات اور سامعین حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ

امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث: مؤلف: مولانا عبدالحمید تونسوی: صفحات:۲۶۴: قیمت درج نہیں:

ناشر و ملنے کا پتہ: دارالتحقیق ۴۷۔۲ رسی خیابان سرور ڈیرہ غازیخان

حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی ایک عالم، فاضل، خطیب، ادیب اور کہنہ مشق مصنف ہیں۔ منجھے ہوئے خطیب ہیں۔ پہلے آرمی میں خطیب تھے۔ وہاں کے قانون کے مطابق دلائل گرم الفاظ نرم کے خوگر ہیں۔ ریٹائرڈ ہوئے۔ پبلک زندگی میں قدم رکھا تو اپنے نانا مرحوم مولانا عبدالستار تونسویؒ کی جماعت تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم کا انتخاب کیا۔ آپ اس وقت تنظیم اہل سنت کے مرکزی دفتر کی ملحقہ جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ پورا ملک آپ کی خطابت کی جولانگاہ ہے۔ آپ نے اس کتاب کو چھ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ مختلف ۹۳ عنوانات کے تحت حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی علم حدیث کی خدمات جلیلہ کے حوالہ سے امت کی چودہ سو سالہ اس عنوان پر علمی خدمت ومعلومات کو نئے اور اچھوتے انداز میں جامع کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کا علم حدیث کے حوالہ سے کوئی ایسا مبحث نہیں جس کا اس کتاب میں ذکر نہ کر دیا ہو۔ تہی دستان کا مقدر کہ وہ اپنی خوئے بد سے باز آتے ہیں یا نہ۔ لیکن مولانا عبدالحمید تونسوی نے ان پر اتمام حجت کر دیا ہے۔ خوشی ہے کہ آخر میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وحدانی یا ثنائی مرویات سے ایک ''اربعین ابوحنیفہؒ'' جو مولانا عبدالعزیز کی جمع کردہ ہے۔ اسے بھی شامل کتاب کر کے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

غامدی کا منہج فکر: مؤلف: مولانا عبدالحمید تونسوی: صفحات:۸۰: قیمت و ملنے کا پتہ درج نہیں!

ماہنامہ صفدر نے غامدی کے نظریات پر مشتمل نمبر شائع کرنا چاہا۔ حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی نے اس کے لئے متذکرہ عنوان پر مقالہ لکھا۔ جسے اب کتابی شکل میں بھی بہت خوبصورت ویدہ زیب طور پر شائع کر دیا گیا ہے۔ جو بہترین علمی دستاویز ہے۔

چہرہ کے اسلامی خدوخال: مؤلف: حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی: صفحات:۱۶۸: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: دارالتحقیق ۴۷۔۲ رسی خیابان سرور ڈیرہ غازیخان!

چہرہ کے اسلامی خدوخال، حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی کی تصنیف ہے۔ جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کے ایک متخصص مولانا مفتی محمد مبین صاحب نے اس کی تحقیق وتخریج کی ہے۔ اس موضوع پر بہت ہی جامع معلومات یکجا ہوگئی ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۳۰/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی: حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی (ملتان)، حضرت صاحبزادہ عزیز احمد (خانقاہ سراجیہ)، حضرت مولانا عبدالروف (اسلام آباد)، حضرت مولانا مفتی محمد حسن (لاہور)، حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ محمد انس (ملتان)، مولانا مفتی خالد محمود، رانا محمد انور، مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا قاری انوار الحق (کوئٹہ)، جناب قاضی فیض احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یارخان)، قاری محمد یوسف عثمانی، حافظ نذیر احمد (گوجرانوالہ)، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی (لاہور)، مولانا سید عبدالمجید ندیم (راولپنڈی)، حاجی اشتیاق احمد (جھنگ)، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (خانقاہ سرایہ)، قاری محمد یاسین (فیصل آباد)، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی (پشاور) نے شرکت کی۔

اجلاس میں مولانا عبدالواحدؒ (کراچی)، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ (اکوڑہ خٹک)، مولانا مفتی عبدالمعیدؒ (سرگودھا)، حافظ محمد ثاقبؒ، قاری منیر احمد قادریؒ (گوجرانوالہ)، مولانا عبدالغنی چشتیؒ (راجن پور)، میاں سراج احمد دین پوریؒ، مولانا محمد نافع محمدی شریف (چنیوٹ)، مولانا جمشید احمدؒ (رائے ونڈ)، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ شہید (لاڑکانہ)، مولانا عبدالصمدؒ سابق ایم۔ پی۔ اے بنوں، مولانا رشید احمد کھرڑہؒ (خیر پور میرس)، مولانا نور محمد تونسویؒ، قاری محمد ابراہیمؒ (فیصل آباد)، مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ (ڈیرہ غازیخان)، مولانا سعید احمدؒ (بہاول نگر)، مولانا مجاہد خان الحسینیؒ (نوشہرہ)، مولانا حماداللہؒ (ٹھیری سندھ) سمیت سال رواں میں وفات پا جانے والے علماء کرام، مشائخ عظام اور جماعتی کارکنوں کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے شوریٰ کو بتلایا کہ اس وقت اسّی سے زائد مبلغین، مدرسین مجلس کے زیرنگرانی مختلف مقامات پر تبلیغ وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں موقوف علیہ تک کتب کی تدریس کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ چناب نگر کے مدرسہ میں گذشتہ سال سے تخصص کی کلاس جاری ہے۔ گذشتہ سال تیرہ علماء کرام نے پورے سال تخصص کے سلیبس کے مطابق تعلیم حاصل کی اور ان کی دستار بندی اور تقسیم اسناد آج ہورہی ہے۔ امسال اس کلاس میں چوبیس علماء کرام زیرتربیت ہیں۔ مولانا جالندھری نے شوریٰ کو بتلایا کہ ملک بھر میں دسیوں مسلمان قادیانی مظالم کی وجہ سے جیلوں میں محبوس ہیں، جن میں قادیانی ظالم اور مسلمان مظلوم ہیں۔ مجلس ان کی قانونی اور مالی امداد کرتی ہے۔ نیز ناموس رسالت کے حوالہ سے بھی قید مسلمانوں

کی مالی اور قانونی مدد کی جاتی ہے۔ اس کی توثیق کی گئی۔ ملک بھر میں کئی ایک دفاتر کی تعمیر و مرمت کی اجازت دی گئی۔ سال رواں میں تخصص کے درجہ سے فارغ ہونے والے ایک عالم دین مولانا محمد نعیم کو خوشاب میں مبلغ رکھنے کی توثیق کی گئی۔ شیخوپورہ اور ننکانہ میں لاہور کے مبلغین مولانا محمد خالد عابد، مولانا عبدالنعیم دس دس روز دے رہے ہیں۔ مستقل مبلغ کی رہائی تک یہ سلسلہ جاری رکھنے کی اجازت دی گئی۔ چناب نگر مسجد کے صحن میں برآمدہ کی تعمیر اور ایک دوسرے پلاٹ چناب نگر کالونی میں چار عدد فیملی کوارٹر بنانے کی بھی اجازت دی گئی۔ مدرسہ چناب نگر کے سب سے اول میں تعمیر ہونے والے آٹھ کمروں کی دومنزلہ تعمیر کی منظوری دی گئی۔ علاوہ ازیں بہت سارے معاملات پر فیصلے ہوئے۔ اجلاس حضرت الامیر دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

لاہور میں ختم نبوت کورسز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تین روزہ ختم نبوت کورس جامع مسجد عبدالرزاق سبزہ زار اور جامع مسجد ربانی نشاط کالونی لاہور منعقد ہوئے۔ ختم نبوت کورسز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالجبار سلفی، مولانا عمر حیات، قاری عبدالعزیز اور مولانا خالد عابد اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ اور دوسو دس احادیث سے ثابت ہے۔ سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت پر ہوا۔ اتحاد امت کا مرکزی نقطہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے حضور ﷺ کی ذات کے نگہبان اور چوکیدار ہیں۔ نسل نو اپنا ایمان بچانے کے لیے قادیانیوں کے غلط عقائد کے بارے میں آگاہی حاصل کرے۔ قادیانیت کا فتنہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ قادیانی لابی مسلسل عالمی سطح پر اپنی مصنوعی مظلومیت کا واویلا کر کے اسلام اور پاکستان کے وجود کو بدنام کر رہی ہے۔ بہت ساری قربانیوں اور صبر آزما جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔ اپنے اکابرین کی جدوجہد کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ مجلس لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ اس کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ قرارداد مقاصد اس کے آئین کا حصہ ہے۔ اسلام اور آئین پاکستان نے جو اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں وہ پاکستان میں انہیں مکمل طور پر حاصل ہیں۔ لیکن قادیانی آئین پاکستان کو ماننے سے انکاری ہیں۔ قادیانی آئین کو نہ مان کر کھلم کھلا آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے۔ قاری عبدالعزیز نے کہا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہ (قادیانی اور لاہوری) کو ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ لیکن آج تک قادیانیوں نے پارلیمنٹ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی گروہ مسلسل آئین پاکستان اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت کے تمام طبقات کی محنت کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کریں گے۔

ہدیۂ تبریک

ہم شاہین ختم نبوۃ حضرۃ مولانا

اللہ وسایا صاحب

کو انکی تحفظ ختم نبوۃ، اتحاد امت پر گراں قدر خدمات بالخصوص

احتساب قادیانیت کی 60 جلدوں پر مشتمل مجموعہ امت کی نذر

کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

منجانب: خادم القرآن محمد یٰسین مہتمم جامعہ دارالقرآن فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آغاز میرج ہال لاہور میں ختم نبوت انعام گھر کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ وادارۃ الفرقان کے زیر اہتمام ختم نبوت انعام گھر آغاز میرج ہال پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی پورہ کے امیر قاری ظہور الحق کی صدارت میں منعقد ہوا، انعام گھر میں علماء کرام، ٹیچرز، پروفیسرز اور مختلف سکولز، اکیڈمیز اور دینی مدارس کے طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ختم نبوت انعام گھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مرکز ختم نبوت کے خطیب مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا ظہیر احمد قمر، رانا زاہد ایڈوکیٹ، مولانا انعام اللہ، مولانا مقصود احمد، مولانا قاری عبیدالرحمٰن، مولانا میاں محمد عارف شامی، مولانا ذکاء الرحمٰن اختر، مولانا سعید وقار، مولانا غلام مصطفیٰ نے شرکت کی جبکہ کمپیئرنگ کے فرائض معروف مصنف محمد متین خالد نے احسن انداز سے سرانجام دیے۔ شرکاء سے عقیدہ ختم نبوت اور رد قادیانیت، حیات عیسیٰ اور ان جیسے دیگر موضوعات کے بارے میں سوالات کیے گئے اور درست جواب دینے والوں کو قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ ختم نبوت انعام گھر سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت امت مسلمہ کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے، ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق قوانین ختم نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے، قرآن میں ایک سو مرتبہ اور احادیث میں دو سو دس مرتبہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے امت مسلمہ ہمیشہ حساس رہی ہے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بارہ سو صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر پورے دین کی عمارت قائم ہے اور اسی میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں فری میڈیکل کیمپ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی عنایت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین دعاؤں اور محنت کی بدولت مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں گاہے بگاہے فری میڈیکل کیمپ لگایا جاتا ہے، اس مرتبہ یہ میڈیکل کیمپ 8 نومبر 2015 بروز اتوار لگایا گیا۔ میڈیکل کیمپ میں ڈاکٹر صولت نواز، ڈاکٹر اللہ رکھا، ڈاکٹر محمد اشرف، ڈاکٹر نصر اللہ، ڈاکٹر آصف جنجوعہ اور ڈاکٹر حسن جمیل کے علاوہ دو لیڈی ڈاکٹرز پر مشتمل ٹیم نے 800 مریضوں کا مفت چیک اپ کیا۔ الٹرا ساؤنڈ، ای سی جی، بلڈ پریشر، شوگر کا فری چیک اپ کیا گیا اور تمام مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں۔ میڈیکل کیمپ صبح نو بجے سے مغرب کی نماز کے بعد تک جاری رہا اور ڈاکٹرز نے یکسوئی اور توجہ کے ساتھ تمام آنے والے مریضوں کا چیک اپ کیا۔ میڈیکل کیمپ کی تیاری کے سلسلے میں مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے تمام اساتذہ کرام نے میڈیکل کیمپ کو کامیاب کرانے میں بھرپور محنت کی۔ یقیناً یہ فری میڈیکل کیمپ چناب نگر اور قرب وجوار کے مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ بہت سارے مسلمان چناب نگر میں یہ سہولت نہ ہونے کی وجہ علاج ومعالجہ کی غرض سے قادیانیوں کے ہسپتالوں کا رخ کیا کرتے تھے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس کیمپ شروع کرنے کی وجہ سے مسلمانوں نے قادیانیوں کی ہسپتالوں سے علاج معالجہ کرانا ترک کر دیا ہے۔ اللہ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

بموقع
مفتی محمود کانفرنس
لکی مروت
11 اکتوبر 2015ء

سند خراج تحسین

ہم

شاهین ختم نبوت

مولانا اللہ وسایا زید مجدہٗ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جملہ قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو
7 ستمبر 1974ء قومی اسمبلی کی کاروائی کو

"مصدقہ رپورٹ"

کے نام سے کتابی صورت میں شائع کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

منجانب

قائد ملت اسلامیہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب

امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام پاکستان

قیمت فی شمارہ -/15 روپے
قیمت سالانہ -/180 روپے